حضرت امام ربانی رضی اللہ عنہ

کی حیات و خدمات و مقامات

مؤلف:
ڈاکٹر صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر

حضرت امام ربانیؒ

کی حیات وخدمات

ومقامات

مؤلف

ڈاکٹر صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر الوری

Marfat.com

نام کتاب	:	امام ربانی کی حیات وخدمات ومقامات
مؤلف	:	ڈاکٹر صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر الوری
زیراہتمام	:	صاحبزادہ عزیر محمود الازہری
اشاعت اول	:	اپریل ۲۰۰۵ء
اشاعت دوم	:	جولائی ۲۰۰۵ء
کمپوزنگ	:	ساجد حسین میؤ زبیری
ناشر	:	رکن الاسلام پبلیکیشنز ہیرآباد حیدرآباد
صفحات	:	100
قیمت	:	**Rs. 80**

ملنے کا پتہ

رکن الاسلام جامعہ مجددیہ ہیرآباد حیدرآباد

PH:0221-617086-633794

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱)	پیش لفظ	5
۲)	حضرت مجدد الف ثانی	6
۳)	حیات	7
۴)	اسم گرامی	7
۵)	نسب مبارک	8
۶)	اجداد کرام	10
۷)	والد گرامی	11
۸)	ولادت	13
۹)	تعلیم	14
۱۰)	شادی	15
۱۱)	اجازت وخلافت	16
۱۲)	خواجہ باقی باللہ سے	17
۱۳)	وصال	21
۱۴)	خدمات	23
۱۵)	ارباب اقتدار کی	23
۱۶)	علمائے سو کے خلاف	42
۱۷)	نام نہاد صوفیاء کے	44
۱۸)	بدعات کے خلاف	47
۱۹)	عقل پرستوں کیخلاف	48
۲۰)	دشمنان صحابہ	50
۲۱)	دشمنان اہل بیت	51
۲۲)	دشمنان نبوت	52
۲۳)	منکرین تقلید	56
۲۴)	مسلک حنفیہ کو	58
۲۵)	ایک قومی نظریہ	60
۲۶)	ظلم کے خلاف	6
۲۷)	مقامات	63
۲۸)	مجدد الف ثانی	64
۲۹)	قیومیت	66
۳۰)	متشابہات کا علم	68
۳۱)	محدث	69
۳۲)	قضائے مبرم میں	69
۳۳)	متبع رسول	70
۳۴)	قلوب خمسہ	71
۳۵)	مقام شفاعت	71
۳۶)	علم لدنی	72

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۳۷)	فنائے حقیقی	73
۳۸)	جمع الجمع	73
۳۹)	فرق بعد الجمع	73
۴۰)	مریدین کا علم	74
۴۱)	انبیاء کا علم	74
۴۲)	اصحاب فترت کا علم	75
۴۳)	آسمانوں کا علم	75
۴۴)	متقی ہونے کی بشارت	76
۴۵)	مژدہ شفاعت	76
۴۶)	بارگاہ نبوت سے	77
۴۷)	وساوس سے حفاظت	77
۴۸)	مقام اخلاص	78
۴۹)	مقام رضا	79
۵۰)	محبت ذاتی	79
۵۱)	رفعت ذکر	79
۵۲)	حب مصطفیٰ	80
۵۳)	قطب ارشاد	81
۵۴)	مراد محبوب	82
۵۵)	ولایت سہ گانہ	83
۵۶)	حقیقت کعبہ	83
۵۷)	مقامات نقشبندیہ	84
۵۸)	عرش پر عروج	85
۵۹)	تجلی ذاتی واحسان وشہود	86
۶۰)	سیر الی اللہ وسیر فی اللہ	86
۶۱)	مقام محبوبیت	87
۶۲)	فنا وبقا	88
۶۳)	لطائف پنجگانہ	88
۶۴)	معراج	89
۶۵)	نبوت کی مہر تصدیق	90
۶۶)	زیارت کعبہ	91
۶۷)	مجتہد علم کلام	92
۶۸)	وحدۃ الوجود	93
۶۹)	مژدہ مغفرت	99

پیش لفظ

حضرت علامہ ڈاکٹر صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر صاحب زید مجدہ نے ''جہان امام ربانی'' کی تقریب رونمائی کے موقعہ پر ایک مقالہ'' حضرت امام ربانی کی حیات وخدمات ومقامات کے عنوان سے تحریر کر کے پیش فرمایا۔اس مکمل مقالہ کو زیور طباعت سے آراستہ کر کے

رکن الاسلام پبلیکیشنز

ناظرین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلّی و نسلّم علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالی عنہ

کی حیات وخدمات ومقامات

میں سب سے پہلے تو ''جہان امام ربانی'' کی اشاعت پر مسعود ملت حضرت قبلہ ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب، ان کے رفقائے کار اور اس عظیم کام میں ان کے ساتھ تعاون کرنے والے ان کے احباب ومحبین اور مخلصین کو قلب کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ سات جلدوں پر مشتمل ''جہان امام ربانی'' کو شائع کر کے انہوں نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالی عنہ جیسی عظیم ذات کے محاسن ومحامد کا جو جہاں آباد کیا ہے اور اسطرح ان کی بارگاہ میں جس خوبصورت انداز میں نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے وہ تصوف کی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھا جائے گا اور بارگاہ مجدد سے دنیا وآخرت میں بہت بڑے بڑے انعام واکرام کا موجب بنے گا۔

میرے مقالہ کا عنوان ہے تعارف امام ربانی مجدد الف ثانی ہے یعنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالی عنہ کی حیات وخدمات ومقامات۔ آیئے سب سے پہلے اختصار کے ساتھ آپ کی حیات طیبہ پر نظر ڈالیں۔

Marfat.com

حیات

اسم گرامی:

آپ کا اسم گرامی ''احمد'' لقب بدرالدین، کنیت ابوالبرکات اور آپ کے القاب ''خزینۃ الرحمۃ'' ''قیوم زماں'' اور ''امام ربانی'' ہیں لیکن آپ ''مجدد الف ثانی'' کے لقب سے مشہور ہیں۔ یہ لقب آپ کو پاک و ہند کے ایک مشہور و معروف عالم دین حضرت علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی نے دیا تھا جن کا اپنے زمانہ میں علمی مقام یہ تھا کہ اس وقت کے بادشاہ شاہجہاں نے آپ کی علمی خدمات کے صلہ میں آپ کو دو مرتبہ درہم و دنانیر میں تول کر انعام و اکرام سے نوازا تھا۔ آپ معقولات اور منقولات میں اپنے وقت کے امام ہونے کے باعث کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے لیکن ایک روز خواب میں آپ کو امام ربانی کی زیارت ہوئی۔ آپ نے ان کے سامنے آیت مبارکہ ''قل اللّٰہ ثمّ ذرھم'' پڑھی۔ حضرت امام ربانی نے آپ کے دل پر خواب میں ہی ایسا تصرف فرمایا کہ عبدالحکیم سیالکوٹی کا دل ذکر الٰہی سے جاری ہو گیا اور آپ کو حضوری کی دولت نصیب ہو گئی پھر آپ حضرت امام ربانی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے باطنی تعلیم حاصل کی اور پھر ظاہر کی طرح علم باطن میں بھی عروج پر پہنچے

Marfat.com

......انہوں نے ہی روحانیت کے اعلیٰ مقام پر پہنچ کر حضرت امام ربانی کے مقام اور مرتبہ کو پہچانا اور آپ کو سب سے پہلے ''مجدد الف ثانی'' کے لقب سے یاد کیا۔ ایک روز علامہ محمد ہاشم کشمی کے سامنے حضرت امام ربانی نے علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی کے علمی مقام کا ذکر کرتے ہوئے اس لقب سے یاد کرنے کا خود ذکر فرمایا۔ جس طرح تصوف اور طریقت میں قطب عالم، غوث زماں، غوث اعظم وغیرہ کے مقامات ہوتے ہیں اسی طرح مجدد الف ثانی بھی روحانیت کا ایک بہت بلند مرتبہ ہے۔ حضرت امام ربانی اس مقام کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اپنے ایک مکتوب گرامی میں میر نعمان کو تحریر فرماتے ہیں

''تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ہر صدی میں ایک مجدد مأۃ مبعوث ہوتا ہے ''مجدد مأۃ'' کی علیحدہ شان ہوتی ہے اور ''مجدد الف'' کی علیحدہ شان ہوتی ہے جیسا کہ سو اور ہزار میں فرق ہے اسی طرح دونوں مجددوں میں بھی فرق ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ کہ اس زمانہ میں جس کو بھی فیض ملتا ہے اس مجدد (الف ثانی) کے وسیلے سے ملتا ہے خواہ وہ اقطاب ہوں یا اوتاد ہوں'' (مکتوبات ج ۲ مکتوب ۴، ص ۲۱، حضرات القدس ص ۷۱)

نسب مبارک:

آپ کا سلسلۂ نسب متعدد واسطوں سے خلیفۃ المومنین خلیفۂ رسول

Marfat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ تک پہنچتا ہے۔

احادیث نبویہ سے پتہ چلتا ہے کہ سارے صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرید تھے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد تھے حضور نے اللہ سے مانگ کر ان کو لیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی أَللّٰهم أيّد الاسلام بعمرَ بن الخطاب (اے اللہ! عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو مسلمان کر اور اس کے ذریعے اسلام کی مدد فرما) دوسری حدیث کے الفاظ ہیں أللّٰهم اعزّ الاسلام بأحبّ هذين الرجلين اليک بأبی جهل بن هشّام أو بعمر بن الخطاب (اے اللہ! ابو جہل بن ہشام اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میں سے جو تجھے سب سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب ہو اس کے ذریعے دین اسلام کو عزت عطا فرما...... اللہ تعالی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دولتِ اسلام سے مالا مال کر دیا، لہذا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ ''مراد مصطفٰے'' بھی تھے اور ''محبوب خدا'' بھی تھے اور اسلام کی شوکت اور عزت وعظمت کا باعث بھی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ نے اسلام قبول کیا تو صرف صحابہ نے ہی نہیں بلکہ فرشتوں نے بھی اللہ اکبر کا نعرہ لگایا تھا۔ آسمان وزمین نعرۂ اللہ اکبر سے گونج اٹھے تھے......

بھلا ایسی عظیم ذات کا خون جس کی رگوں میں ہو جو نہ صرف یہ کہ ان کی اولاد

میں ہو بلکہ ان کے ظاہری اور باطنی محاسن کا عکس اور پرتو بھی ہو تو وہ مجدد الف ثانی نہ ہوگا تو اور کون ہوگا ......؟ وہ اپنے جد اعلیٰ کی طرح وقت کے فرعونوں کا بڑی بے خوفی سے مقابلہ کرکے ہند میں اسلام کی شوکت و عظمت کے دور کا آغاز نہیں کرے گا تو اور کون کرے گا......؟

اجداد کرام:

آپ کی چودھویں پشت میں سلطان شہاب الدین کے نام سے ایک ولی کامل گزرے ہیں جو فرخ شاہ کے نام سے معروف تھے اور والی کابل بھی تھے۔ اس دور میں کئی بار انہوں نے ہندوستان پر لشکر کشی کرکے کفار سے جہاد کیا اور وہاں اسلام کے پرچم کو بلند کیا۔ بعد میں آپ نے سلطنت چھوڑ کر حق کی راہ اختیار کر لی تھی اور کوہستان کابل میں مقیم ہو کر مخلوقِ خدا کو اپنے روحانی فیوضات سے مستفیض کیا۔ یہیں آپ کا وصال ہوا اور یہیں آپ کا مزار اور آپ کی خانقاہ ہے جو درۂ فرخ شاہ کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت امام ربانی کی پانچویں پشت میں آپ کے جد اعلیٰ امام رفیع الدین گزرے ہیں جو حضرت شیخ جلال الدین بخاری کے مرید اور خلیفہ تھے۔ اپنے مرشد کے ہمراہ کابل سے ہندوستان تشریف لے آئے اور یہاں سلطان فیروز شاہ تغلق کے حکم سے ''سہرند'' کے نام سے ایک شہر آباد کیا اور اپنے

Marfat.com

ہاتھوں سے یہاں قلعہ کی بنیاد رکھی۔ ''سہرند'' کے معنی شیروں کا مسکن اور کچھار کے ہیں، امتداد زمانہ کے باعث ،سہرند بعد میں سرہند بن کر فاروقی شیروں کا مسکن بن گیا۔یہی وہ مبارک شہر ہے جس میں حضرت امام ربانی کی ولادت ہوئی۔اس شہر کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے حضرت امام ربانی فرماتے ہیں

''اس زمین میں صفتی اور بے کیفی کا ایک نور امانت کے طور پر رکھا گیا اور وہ نور اس نور کی طرح ہے جو بیت اللہ شریف کی پاک ومقدس زمین سے بلند اور روشن ہورہا ہے......مدت کے بعد ظاہر ہوا کہ وہ نورِ امانت اس فقیر کے قلبی انوار کا ایک حصہ ہے جس کو یہاں سے اقتباس کرکے اس زمین میں روشن کیا گیا ہے جس طرح کہ شعلے سے چراغ کو روشن کرتے ہیں۔لہذا کہہ دیجئے یہ سب اللہ ہی کی طرف سے ہے اللہ ہی آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔''

(مکتوبات شریف دفتر دوم مکتوب ۲۲)

والد گرامی:

آپ کے والد گرامی کا نام شیخ عبدالاحد ہے۔آپ اپنے وقت کے قطب حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ سے بیعت ہوگئے اور آپ کی خدمت میں رہ کر سلوک باطن طے کرنے کا ارادہ ظاہر کیا لیکن مرشد نے فرمایا کہ پہلے علم ظاہر کی تکمیل کرو۔آپ مرشد کے

حکم پر علم دین کی تحصیل میں مصروف ہو گئے۔ جب تکمیل کے بعد واپس آئے تو معلوم ہوا کہ مرشد وفات پا گئے ہیں لہذا اپنے مرشد زادے حضرت شیخ رکن الدین کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور ان سے سلوک کی منازل طے کیں، سلسلہ عالیہ چشتیہ قادریہ میں اجازت اور خلافت حاصل کی اور سرہند تشریف لا کر مخلوق کی رہبری اور رشد و ہدایت میں مصروف ہو گئے...... درس وتدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ بڑے بڑے علماء نے آپ سے اکتساب فیض کیا، شہزادہ داراشکوہ کے استاد شیخ میرک بھی آپ ہی کے تلامذہ میں سے تھے۔

آپ سیر وسیاحت کے شوقین تھے۔ ایک دفعہ دوران سیاحت اٹاوہ کے قریب قصبہ سکندر میں آپ رہائش پذیر تھے کہ وہاں کی ایک عابدہ اور زاہدہ خاتون نے آپ کی پیشانی پر چمکتے ہوئے انوار ولایت کو دیکھ کر آپ سے استدعا کی کہ میرے زیر تربیت میری بڑی بہن ہے جو بڑی پاک دامن، عابدہ اور زاہدہ ہے، میں چاہتی ہوں کہ آپ اس سے عقد کر لیں تو آپ نے انکار فرمایا لیکن جب ان کا اصرار حد سے بڑھا تو آپ نے قبول فرمالیا۔ انہی کے بطن سے حضرت امام ربانی کی ولادت ہوئی۔ حضرت امام ربانی فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی کی زبان پر اکثر یہ الفاظ ہوتے تھے کہ محبت اہل بیت کا ایمان کی حفاظت اور حسن خاتمہ میں بہت بڑا دخل ہے...... چنانچہ جب آپ کا آخری

وقت قریب آیا تو میں نے آپ کو یہ بات یاد دلائی تو آپ نے فرمایا کہ الحمدللہ محبت اہلِ بیت سے سرشار ہوں اور نعمت الٰہی کے اس دریا میں غرق ہوں۔

الٰہی بحق بنی فاطمہ

کہ برقولِ ایماں کنی خاتمہ

اسی محبت کی دولت کو لیکر آپ ۱۷ رجب المرجب ۱۰۰۷ھ کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ آپ کا مزار مبارک سرہند شریف میں شمال کی جانب تقریباً ایک میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ آپ کے سات صاحبزادے تھے جن میں سے چوتھے یعنی منجھلے صاحبزادے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ تھے..... آپ کسی کو بیعت نہیں فرماتے تھے البتہ امام ربانی آپ ہی سے بیعت ہوئے اور آپ ہی سے منازل سلوک طے کیں۔ مبدأ و معاد میں آپ فرماتے ہیں کہ

"اس درویش کو فردیت کی نسبت جس سے عروج اخیر وابستہ ہے وہ حضرت والد گرامی سے ہی حاصل ہوئی"۔

ولادت:

آپ کی ولادت ۱۴ شوال المکرم ۹۷۱ھ بمطابق ۲۶ مئی ۱۵۶۳ء بروز جمعہ کو ہوئی۔ آپ کا سنہ ولادت لفظ خاشع سے نکلتا ہے..... چونکہ آپ سے

Marfat.com

اتباعِ مصطفیٰ کے فروغ کا کام لینا مقصود تھا اس لئے ولادت کے وقت ہی آپ کو اتباع رسول سے سرفراز کیا گیا اور آپ اپنے محبوب نبی کا اتباع کرتے ہوئے مختون پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ فرماتی ہیں کہ ولادت کے وقت میں نے خواب میں دیکھا کہ بہت سے اولیائے کرام گھر پر تشریف فرما ہیں اور مجھے مبارکباد دے رہے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے خلیفہ حضرت شیخ عبدالعزیز نے دیکھا کہ آپ کی ولادت کے دن ملائکہ کثرت کے ساتھ سرہند شریف میں موجود ہیں۔ اکبر بادشاہ نے خواب دیکھا کہ شمال کی طرف سے آندھی چلی ہے جس نے بادشاہ کو تخت سمیت اٹھا کر زمین پر دے مارا...... الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت جو واقعات رونما ہوئے تھے بعینہٖ ان ہی جیسے واقعات سے بطور اتباع آپ کو بھی نوازا گیا۔

تعلیم:

آپ کے سوانح نگار لکھ رہے ہیں کہ آپ نے اوائل عمر میں ہی قرآن پاک حفظ کر لیا تھا لیکن آپ نے اپنے ایک مکتوب گرامی میں تحریر فرمایا کہ مجھے دولت حفظ اس پریشانی میں جو جانِ جمعیت تھی یعنی قلعۂ گوالیار کی قید میں حاصل ہوئی۔ ان دونوں باتوں میں تطبیق کی یہی صورت معلوم ہوتی ہے کہ آپ

Marfat.com

نے حفظ تو اوائل عمر میں ہی کر لیا ہوگا لیکن اس پر عبور اور رسوخ آپ کو قلعہ گوالیار کی قید میں حاصل ہوا ہوگا...... آپ نے اکثر علوم وفنون کی تعلیم اپنے والد گرامی سے ہی حاصل کی البتہ بعض معقولات ومنقولات کی منتہی کتب علامہ عبد الحکیم سیالکوٹی کے استاذ مولانا کمال الدین کشمیری، قاضی بہلول، شیخ یعقوب کشمیری کے علاوہ امام ابن حجر مکی اور عبدالرحمٰن بافہد مکی جیسے حرمین شریف کے مقتدر محدثین سے بھی آپ نے پڑھیں اور سترہ سال کی عمر میں تمام علوم کی تکمیل فرمالی اور اسی عمر سے مسند تدریس کو آباد فرمالیا اور سیکڑوں طلباء کو فیضیاب فرمایا۔ ۹۹۸ھ میں آپ آگرہ بھی تشریف لے گئے اور اس علاقہ کو بھی اپنے علم سے فیضیاب فرمایا...... باپ کو ایسے فاضل اور یگانۂ روزگار بیٹے کی جدائی گوارہ نہ ہوئی اور وہ آپ کو آگرہ سے دوبارہ سرہند شریف لے آئے۔

شادی:

راستے میں تھانیسر پہنچے تو وہاں کے رئیس شیخ سلطان نے آپ کے والد سے عرض کیا کہ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھے خواب میں بشارت ہوئی ہے کہ میں اپنی پاک دامن بیٹی کا نکاح آپ کے بیٹے شیخ احمد سرہندی سے کردوں'' یہ سن کر آپ کے والد نے ان کی گزارش کو فوراً قبول فرمالیا اور اس طرح حضرت امام ربانی کا نکاح ان کی صاحبزادی سے ہوگیا۔ ظاہر ہے وہ

Marfat.com

تھانیسر کے حاکم اور اکبر بادشاہ کے ایک مقرب خاص کی بیٹی تھی جو اپنے ساتھ کثیر مال لیکر آئی تھی جس کی وجہ سے ظاہری مال واسباب کی بڑی فراوانی ہوگئی تو گویا ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالی عنہا سے نکاح کے بعد جس طرح اللہ تعالی نے اپنے محبوب نبی کو ظاہری غنا سے سرفراز فرمایا تھا اور اس کا ذکر قرآن مجید میں یوں فرمایا وَوَجَدَکَ عَائِلاً فَاَغْنٰی ۔اسی طرح آپ کی اتباع میں حضرت امام ربانی کو بھی اس ظاہری غنا سے سرفراز فرمایا۔

اجازت وخلافت:

آپ کو وقت کے اکابر، صوفیاء اور مشائخ سے مختلف سلاسل میں اجازت وخلافت حاصل ہوئی:

(۱) سب سے پہلے آپ نے اپنے والد گرامی سے باطنی کمالات کا فیض حاصل کیا اور ان سے ان کے آباؤ اجداد کے سلسلے یعنی سلسلۂ سہروردیہ میں اجازت حاصل کی، اس کے علاوہ آپ کے والد سلسلہ عالیہ قادریہ اور چشتیہ میں شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے فرزند حضرت شیخ رکن الدین کے خلیفہ بھی تھے لہذا وہ اجازت اور نسبت بھی آپ کو حاصل ہوئی۔

(۲) آپ کے استاد شیخ یعقوب کشمیری جو سلسلۂ سہروردیہ کے کامل بزرگ حضرت شیخ حسین خوارزمی کے خلیفہ تھے ان سے بھی آپ کو اس سلسلہ میں

Marfat.com

اجازت وخلافت حاصل ہوئی۔

(۳) سلسلۂ قادریہ کے ایک مشہور بزرگ حضرت شاہ کمال کیتھلی جانشین حضرت شاہ سکندر سے سلسلۂ قادریہ میں اجازت وخلافت حاصل ہوئی۔

(۴) اور سلسلۂ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے اجازت نصیب ہوئی۔ آپ نے اپنے ایک مکتوب میں خود تحریر فرمایا ہے کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی واسطوں سے ارادت ہے۔ طریقۂ نقشبندیہ میں اکیس واسطوں سے، طریقۂ قادریہ میں پچیس واسطوں سے اور طریقۂ چشتیہ میں ستائیس واسطوں سے۔ (مکتوبات جلد سوم/مکتوب ۸۷) لیکن غلبہ آپ پر نقشبندیت کا رہا اور اس ہی میں آپ نے لوگوں کو فیض پہنچایا۔

خواجہ باقی باللہ سے اجازت وخلافت:

۲۷ جمادی الثانی ۱۰۰۷ھ میں آپ کے والد گرامی کا انتقال ہو گیا۔ اس کے دوسرے سال آپ زیارت حرمین شریفین کے لیے روانہ ہو گئے راستہ میں جب دہلی آئے تو وہاں آپ کے ایک دیرینہ دوست مولانا حسن کشمیری نے آپ سے حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ عنہ کی بڑی تعریف وتوصیف کی، آپ اپنے والد گرامی سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اور اس کے صوفیاء کی بہت تعریف سنتے ہی رہتے تھے، یہ سن کر آپ کے دل میں شوقِ ملاقات موجزن ہو

Marfat.com

گیا اور آپ حضرت خواجہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے۔ حضرت خواجہ کو یہ کہہ کر کہ یہ قطب وقت ہیں پہلے ہی دکھا دیا گیا تھا۔ حضرت خواجہ نے آپ کو دیکھا تو آپکا حلیہ اسی طرح پایا کہ جس طرح آپ کو دکھایا گیا تھا لہذا آپ امام ربانی کے گرویدہ ہو گئے اور خلاف معمول اور خلاف دستور حضرت امام ربانی سے کہا کہ اگر آپ چند روز فقیر کی صحبت میں رہیں تو کیا ہی اچھا ہو، زیادہ نہیں ایک ماہ یا ایک ہفتہ یہاں ٹھہر جائیں تو کیا حرج ہے؟ حضرت امام ربانی نے حضرت خواجہ کے ارشاد پر چند روز وہاں قیام کرنے کا ارادہ فرمالیا۔ ابھی خانقاہ شریف میں آپ کو قیام کیئے ہوئے صرف دو ہی روز گزرے تھے کہ حضرت خواجہ کے تصرف و کشش اور فیض صحبت نے آپ کو اتنا متاثر کیا کہ آپ ان سے سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہو گئے اور ان کی خدمت میں رہ کر روحانیت کے اعلیٰ مراتب اور مدارج طے کرنے لگے اور چند ہی دنوں میں آپ روحانیت کے اس اعلیٰ و ارفع مقام پر پہنچ گئے کہ بقول ڈاکٹر اقبال کے ''آپ نے جن تجربات اور مشاہدات کا ذکر فرمایا ہے جدید علم النفس اس ترقی و کمال کے باوجود اس کی گرد تک بھی نہیں پہنچ سکتا''۔ البتہ آپ نے خود جن احوال و مقامات کا ذکر فرمایا ہے وہ یہ ہیں کہ حضرت خواجہ کی صحبت میں ابتداءً دو روز میں آپ پر بے خودی کی کیفیت طاری ہو گئی جسے اصطلاحِ تصوف میں غیبت کہتے

Marfat.com

ہیں۔ پھر ''فنائے مصطلح'' حاصل ہوئی اس کے بعد ''فناء الفناء'' پھر ''مقام حیرت'' اور ''حضور نقشبندیہ'' جسے حضور غیبی بھی کہا جاتا ہے حاصل ہوا۔ اس کے بعد ''فنائے حقیقی'' پھر ''جمع الجمع'' اور آخر میں ''فرق بعد الجمع'' تک آپ کو رسائی حاصل ہوئی۔ آپ فرماتے ہیں کہ خارج میں بجز ایک ذات کے میں نے کچھ موجود نہ دیکھا۔ جب یہ حالت حضرت خواجہ سے عرض کی تو آپ نے فرمایا ''فرق بعد الجمع'' کا مرتبہ یہی ہے اور سعی اور کوشش کی انتہا یہیں تک ہے اس سے زیادہ اگر کسی کی فطرت واستعداد میں مقدر کیا گیا ہو تو ظاہر ہوتا ہے، اس مرتبے کو مشائخ طریقت مقامِ تکمیل کہتے ہیں ......الغرض ڈھائی مہینہ کی مختصر سی مدت میں روحانیت کے اعلی مراتب حاصل کر کے سلوک کے تمام مدارج طے کر کے اور حضرت خواجہ سے اجازت وخلافت حاصل کر کے آپ سرہند شریف مراجعت فرما ہوئے اور وہاں مخلوق خدا کی رہبری وہدایت میں مصروف ہو گئے۔ حضرت خواجہ نے حضرت امام ربانی سے فرمایا کہ جب میرے مرشد حضرت خواجہ امکنگی نے مجھے ہندوستان جانے کا حکم دیا تو میں نے عرض کیا کہ میں اس کام کے لائق نہیں، آپ نے مجھ سے فرمایا کہ استخارہ کرو۔ جب استخارہ کیا تو میں نے ایک طوطا دیکھا اور خیال کیا کہ یہ طوطا اگر ٹہنی پر سے میرے پاس آجائے تو یہ سفر میرے لئے بہتر ہوگا۔ یہ خیال آتے ہی طوطا

میرے ہاتھ پر آبیٹھا۔ میں نے منہ سے لعاب اس کی چونچ میں ڈالا اور اس نے اپنی چونچ سے کچھ شکر میرے منہ میں ڈالی۔ جب یہ خواب میں نے اپنے مرشد سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا طوطا ہندوستانی جانور ہے۔ ہندوستان میں تمہارے دامن سے ایک عزیز وابستہ ہوگا اس کو تم سے فائدہ ہوگا اور تم کو اس سے فائدہ ہوگا آپ نے حضرت امام ربانی کو یہ واقعہ سنا کر فرمایا کہ میں اس اشارت وبشارت کو تمہارے حسب حال پاتا ہوں اور ساتھ ہی اپنے مریدوں کو تربیت کے لئے آپ کے سپرد کر کے آپ کو رخصت فرمادیا...... خواجہ محمد نعمان کہتے ہیں کہ مجھے بھی حضرت خواجہ نے حکم دیا کہ میں ان کے دامن سے وابستہ ہو جاؤں اور آپ کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھوں تو وہ کہتے ہیں کہ چونکہ امام ربانی میرے پیر بھائی تھے اسلئے میرے نفس میں خودی کی کیفیت پیدا ہوئی اور میں نے حضرت خواجہ سے عرض کیا کہ خواہ وہ کتنے ہی بڑے بزرگ ہوں میرے لئے تو آپ کا سنگ آستاں کافی ہے اس پر حضرت خواجہ نے غصہ ہوتے ہوئے فرمایا ''میاں! شیخ احمد ایسے آفتاب ہیں کہ ہم جیسے ہزاروں ستارے ان میں گم ہیں اور کاملین اولیائے متقدمین میں بہت کم کوئی ان جیسا ہوا ہوگا'' بلکہ ایک مرتبہ جب حضرت امام ربانی اپنے مرشد سے ملاقات کے لئے دہلی آئے تو آپ کے تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ آپ نے حضرت امام ربانی کی تعظیم وتکریم

میں حد کر دی کہ ان کے استقبال کے لئے دروازہ کابلی تک پاپیادہ تشریف لائے اور ان کی محفل سے جب اٹھ کر گئے تو الٹے پاؤں مراجعت فرما ہوئے اور اپنے تمام مریدین اور حاضرینِ مجلس کو حکم فرمایا کہ ان کے سامنے میری تعظیم نہ کرنا۔ مشیخیت اور رشد و ہدایت کا سارا کام حضرت امام ربانی کے سپرد کر کے آپ اس کام سے کنارہ کش ہو گئے حتی کہ اپنے دونوں شیر خوار بچوں کو بلا کر آپ کے سامنے پیش کیا اور آپ سے ان کو روحانی توجہ دلوائی۔

دہلی سے واپس آنے کے بعد کچھ روز آپ سرہند شریف میں رہے پھر اپنے مرشد کے حکم پر لاہور تشریف لے گئے اور اس خطہ کو اپنے روحانی فیوضات سے مستفیض فرمایا..... تقریباً ۱۰۱۰ھ سے ۱۰۱۲ھ تک آپ لاہور میں قیام فرما رہے اپنے مرشد کے وصال یعنی ۱۰۱۲ھ کے بعد آپ سرہند شریف میں قیام فرما ہو کر رشد و ہدایت کا کام فرماتے رہے۔

وصال:

چونکہ آپ کی زندگی اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کامل نمونہ تھی اس لئے اللہ تعالی نے آپ کو ۶۳ سال کی عمر عطا فرما کر زندگی کے ایام میں بھی اتباع رسول کی دولت سے سرفراز فرمایا۔ جب آپ کی عمر ۵۳ سال سے زیادہ ہوئی تو آپ نے فرمایا میں ۶۳ سال سے زیادہ عمر نہیں دیکھتا یہ قضائے مبرم

Marfat.com

صاف صاف نظر آ رہی ہے (وصال احمدی/ص ۷) ۲۸ صفر المظفر ۱۰۳۴ھ کی رات آپ نے اپنے خدام سے فرمایا "آپ نے بہت تکلیف اٹھائی بس صرف آج کی رات کی تکلیف اور ہے" گویا اعلان فرمادیا کہ آج آخری رات ہے۔ چنانچہ جیسا فرمایا ویسا ہی ہوا۔ دوسرے دن ۲۸ صفر کو بروز پیر صبح کے وقت آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔(انا للّٰہ و انا الیہ راجعون) وصال کے بعد جب غسل کے لئے تخت پر آپ کو لٹایا گیا اور ہاتھ سیدھے کئے گئے تو احباب یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ آپ کے ہاتھ خود بخود اسی طرح بندھ گئے جیسے نماز کی حالت میں ہوتے ہیں۔ گویا یہ اشارہ تھا اس طرف کہ یہ ہمارے ان بندوں میں سے ہے جن کیلئے ہم نے قرآن میں اعلان کیا ہے "ھم فی صلوٰتھم دائمون" کہ وہ ہمیشہ نماز میں رہتے ہیں۔

آپ کو آپکے صاحبزادے خواجہ محمد صادق کے برابر اس مقام پر دفن کیا گیا جس کے لئے آپ نے فرمایا تھا یہاں میں جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری دیکھ رہا ہوں۔

Marfat.com

خدمات

اس مقالے کا دوسرا حصہ ہے ''حضرت مجدد الف ثانی کی خدمات'' آپ کی کون سی خدمات کا ذکر کیا جائے ......زندگی کا ہر شعبہ اور ہر پہلو آپ کی گراں قدر اور تابناک خدمات سے روشن اور درخشاں ہے۔ آیئے آپ کی چند اہم خدمات کے ذکر سے اپنے مشامِ جان معطر کریں۔

ارباب اقتدار کی اصلاح:

آپ کے زمانہ اقدس میں اکبر اور اسکے بعد جہانگیر کی حکومت رہی۔ ان کے دورِ اقتدار میں دین اسلام کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا اور مسلمانوں پر کیا بیتی ......؟ اس کا کچھ اندازہ حضرت امام ربانی کے اس مکتوب گرامی سے ہوتا ہے جو آپ نے دربار جہانگیری کے ایک اہم رکن لالہ بیگ کو ارسال فرمایا، اس میں اسلام کی بے چارگی کا نقشہ کھینچتے ہوئے آپ تحریر فرماتے ہیں

''تقریباً ایک صدی سے اسلام کی بے بسی اور بے چارگی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ کافر بلاد اسلامیہ میں کافرانہ احکام کے صرف اجراء پر ہی اکتفاء نہیں کر رہے بلکہ وہ یہ چاہ رہے ہیں کہ مسلمانوں میں بوئے مسلمانی بھی نہ رہے، ان لوگوں نے معاملہ یہاں تک پہنچا دیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان شعائر اسلام کو بجالاتا ہے تو اس کو قتل کر دیا جاتا ہے'' (دفتر اول/مکتوب ۸۱)

Marfat.com

خواجہ میر محمد نعمان کے نام اپنے ایک مکتوب گرامی میں اس وقت کی بدترین صورتحال کی تصویر کشی کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں

''الشريعة تحت السّيف کے حکم کے موافق روشن شریعت کی ترقی ورواج شاہان بزرگ کے حسن انتظام سے وابستہ ہے لیکن کچھ عرصہ سے یہ امر ضعیف ہوگیا ہے اس لئے اسلام بھی ضعیف ہوگیا ہے۔ کفار وہنود بے خوف و خطر مسجدوں کو گرا کر اپنے معبد اور مندر تعمیر کر رہے ہیں چنانچہ تھانیسر میں ''حوض کرکھیت'' کے درمیان ایک مسجد اور ایک بزرگ کا مقبرہ تھا اس کو گرا کر اس کی جگہ ایک بہت بڑا بھاری مندر بنا دیا گیا نیز کفار اپنی رسموں کو کھلم کھلا بجالا رہے ہیں جبکہ مسلمان اکثر اسلامی احکام جاری کرنے سے قاصر ہیں۔ ایکاوشی کے دن ہندو کھانا پینا ترک کر دیتے ہیں اور بڑی کوشش کرتے ہیں کہ اسلامی شہروں میں کوئی مسلمان اس دن بازار میں نان وطعام نہ پکائے اور نہ بیچے جبکہ رمضان المبارک میں برملا نان وطعام پکاتے اور بیچتے ہیں مگر اسلام کے مغلوب ہونے کے باعث کوئی انہیں روک نہیں سکتا'' دفتر دوم/مکتوب ۹۲)

حضرت امام ربانی نے اپنے مکاتیب شریفہ میں جن حالات کی نشاندہی فرمائی ہے یقیناً حالات اسی طرح سے تھے اور اس کی تفصیلات ہمیں دیگر تاریخ کی کتابوں سے ملتی ہیں کہ اکبر نے دینِ الٰہی کے نام سے ایک ایسا نیا دین ایجاد کیا تھا جس میں تمام مذاہب اور ادیان اور مسالک کے عقائد،

Marfat.com

نظریات اور اعمال کو سمونے کی کوشش کی گئی تھی اور اس پر لوگوں کو عمل کرایا جارہا تھا۔ لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کی بجائے یہ کلمہ پڑھا جاتا تھا لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ اکبر خلیفۃ اللّٰہ ، سورج کی اس عقیدے کے ساتھ پرستش کی جاتی تھی کہ یہی تمام عالم کو عطا و بخش کرنے والا ہے اور بادشاہوں کا پالنہار ہے۔ آفتاب کے علاوہ آگ، پانی، درخت، پتھر اور گائے کے گوبر تک کی پرستش کی جاتی تھی، قشقہ لگایا جاتا تھا، زنار پہنے جاتے تھے۔ سور اور کتے کو نہ صرف یہ کہ پاک قرار دیا گیا بلکہ محل میں ان کو رکھا جاتا تھا اور ان کی زیارت کو عبادت شمار کیا جاتا تھا۔ گائے کی تعظیم کی خاطر اس کے ذبیحہ پر پابندی عائد کر دی گئی۔ قلیل مقدار میں شراب پینا حلال اور جائز قرار دے دیا گیا اور غسل جنابت اور چچا اور ماموں کے بیٹوں سے نکاح کو حرام قرار دے دیا گیا۔ ایک سے زائد شادی، بارہ سال سے کم عمر لڑکوں کے ختنہ اور سنہ ہجری کے استعمال پر پابندی لگا دی گئی اور سنہ الٰہی کے نام سے ایک نئے سنہ کا استعمال شروع کر دیا گیا جس کی ابتداء بادشاہ کے اپنے جلوس کی تاریخ سے ہوتی تھی۔ ٹکوں اور اشرفیوں میں اس سنہ الٰہی کو لکھوایا گیا۔ زنا کی عام اجازت دے دی گئی بلکہ فاحشہ عورتوں کے لئے شیطان پورہ کے نام سے ایک علیحدہ بستی بسائی گئی اور وہاں ان کے لئے محافظ اور منشی مقرر کئے گئے۔ سود اور جوئے کو حلال قرار دے دیا گیا بلکہ بادشاہ کے دربار میں ایک جوا خانہ بھی بنایا گیا جس

Marfat.com

میں جواریوں کو شاہی خزانے سے سود پر قرض بھی دیا جاتا تھا، لوگوں کو آزادی دے دی گئی کہ جو مذہب چاہیں اختیار کریں لیکن اگر کوئی ہندو عورت کسی مسلمان مرد سے محبت کر کے اسلام قبول کر لیتی تھی تو اس کو جبراً اس کے گھر والوں کے سپرد کر دیا جاتا تھا۔ بھوک اور افلاس کو دور کرنے کے لئے اپنے بچوں کو سر عام فروخت کرنے کی اجازت دے دی گئی۔ ذمیوں سے جزیہ لینا منسوخ کر دیا گیا۔ عورتوں کے لئے پردے کی ممانعت کر دی گئی اور نوجوان عورتوں کو حکم دیا گیا کوچہ و بازار میں جب جائیں تو چہرہ کھلا رکھیں۔ داڑھی رکھنے کو معیوب سمجھا جانے لگا اور داڑھی منڈوانے کو بادشاہ کے نزدیک پسندیدہ قرار دیا گیا۔ بادشاہ کی رضا پر بڑے بڑے علماء اور فضلاء کی داڑھیاں قربان کی گئیں۔ سونا اور ریشم جو اسلام میں مردوں کے لئے حرام ہے اس کا استعمال فرض عین قرار دیا گیا۔ سور کا گوشت حلال کر دیا گیا۔ پہلے حکم دیا گیا کہ مردے کو اس طرح دفن کیا جائے کہ اس کا سر مشرق کی طرف اور اس کے پیر مغرب کی طرف ہوں لیکن بعد میں یہ حکم جاری ہوا کہ سرے سے اس کو دفن ہی نہ کیا جائے بلکہ اس کی گردن میں کچھ اینٹیں اور کچھ اناج باندھ کر دریا میں بہا دیا جائے اور جہاں پانی نہ ہو وہاں اس کو جلا دیا جائے یا کسی درخت پر باندھ دیا جائے۔ حلال جانور بھینس، بکری، اونٹ وغیرہ کے گوشت کو حرام قرار دے دیا گیا، اسلامی عقائد مثلاً رؤیت باری عالم کی تکوین، حشر و نشر وغیرہ کا مذاق اڑایا جانے لگا اور

Marfat.com

معراج مقدس کے عظیم معجزے کا عقل میں نہ آنے کے باعث سرے سے ہی انکار کردیا گیا، عربی زبان اور تفسیر، حدیث، فقہ جیسے دینی علوم معیوب سمجھے جانے لگے اور ان کے حاصل کرنے والوں کو مطعون کیا جانے لگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک اسماء گرامی محمد، احمد، مصطفیٰ سے اتنی نفرت کی جانے لگی کہ جن کے یہ نام تھے ان کے نام بدل دئے گئے۔ ایک دوسرے سے ملاقات کے وقت سلام کرنے کی بجائے اللہ اکبر اور جل جلالہ کہنے کا حکم دیا گیا۔ صالح اور متقی علماء اور صوفیاء کی جائدادیں ضبط کر لی گئیں، ان میں سے بعض کو قید میں ڈال دیا گیا اور بعض کو جلاوطن کر دیا گیا۔

یہ تو اکبر کے دور کا نقشہ تھا جبکہ اس کا بیٹا جہانگیر تخت پر بیٹھا تو ابتداءً اس کے عادات وخصائل بھی اپنے باپ سے کچھ زیادہ مختلف نہیں تھے اس کے ابتدائی دور کا نقشہ بھی اس کے باپ کے دور سے ملتا جلتا تھا۔ وہ تمام مذاہب والوں کے ساتھ صلح کلی کا قائل تھا اس لئے آگ کو خدا کا نور کہتا تھا اور دسہرا، دیوالی اور دیگر ہندو تہواروں کے وقت ان کے ساتھ ملکر جشن مناتا تھا۔ ہفتے میں دو روز حلال جانوروں کے ذبیحہ پر پابندی عائد کر دی تھی۔ خود بھی شراب نوش تھا اور دوسروں کو بھی اس کے پینے کی ترغیب دلاتا تھا۔ تزک جہانگیری کے مطالعہ سے ان سب باتوں کا بخوبی پتہ ملتا ہے۔ سورج کی تعظیم اس کے دل و دماغ پر ایسی چھائی ہوئی تھی کہ وہ اس کے لئے نیر اعظم، نزول اجلال، ارزانی

Marfat.com

شوق اور رغبت دلائی کہ وہ وقتاً فوقتاً بادشاہ کی اصلاح کرتے رہیں اور اس کو احکام اسلام کی طرف راغب کرتے رہیں چنانچہ اکبر کے دور میں شیخ فرید بخاری، قلیج خاں، مرزا عزیز کوکلتاش، خان اعظم، میراں صدر جہاں اور عبد الرحیم خان خاناں جیسے امرائے وقت جو آپ کے ارادت مند اور عقیدت مند تھے اور اکبر کے خاص مقربین میں سے تھے ان کو آپ نے اس کام پر مامور فرمایا چنانچہ دربار اکبری کے ایک اہم رکن خان اعظم کے نام اپنے ایک مکتوب گرامی میں آپ اسلام کی زبوں حالی کا نقشہ کھینچ کر پہلے ان کے جوشِ ایمانی کو مہمیز دیتے ہیں پھر کس خوبصورت انداز میں دعاؤں کے ساتھ ان کو ان کے حالات کا مقابلہ کرنے کی ہمت دلاتے ہوئے فرماتے ہیں

"اسلام کی بے بسی اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ کفار کھلم کھلا اسلام پر طعن کرتے ہیں اور مسلمانوں کو برا بھلا کہتے ہیں۔ کافرانہ احکام بے تحاشہ جاری کیے جا رہے ہیں اور ان احکام کے ماننے والوں کی خوب تعریفیں کی جا رہی ہیں جبکہ مسلمانوں کو احکام اسلامیہ کے اجراء سے منع کیا جا رہا ہے اور شریعت اسلامی کی اشاعت کرنے والا مذموم و مطعون ٹھہرایا جا رہا ہے" ع

پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز
بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

(ترجمہ) پری نے تو اپنا چہرہ چھپا لیا ہے اور دیو ناز و نخرہ پر تلا ہوا ہے یہ کیا تماشہ

ہے عقل حیرت سے جلی جارہی ہے۔

سبحان اللہ وبحمدہ! کہا گیا ہے کہ شریعت زیر شمشیر ہے اور شریعت کی رونق وصفا بادشاہوں کے دم سے ہے لیکن یہاں تو معاملہ برعکس ہو گیا ہے، افسوس صد افسوس آج تمہارے وجود کو ہم غنیمت سمجھتے ہیں اور سوائے تمہارے کوئی مرد میدان اس میدان میں ہم کو نظر نہیں آتا۔ حق تعالی اپنے نبی کریم اور انکے اہل بیت (علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام) کے طفیل آپ کا حامی و مددگار ہو۔ حدیث پاک میں ہے کہ تم میں سے کوئی اسوقت تک کامل مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اسکو دیوانہ نہ کہا جائے اس وقت وہ دیوانگی جس کی بنیاد اسلامی غیرت وحمیت پر ہوتی ہے آپ کی ہی فطرت میں نظر آتی ہے...... یہ زبانی جہاد جس کا موقع تمہیں آج میسر ہے بہت بڑا جہاد ہے اسکو غنیمت جانو اور زیادہ سے زیادہ جہاد کے طالب رہو۔ یہ زبانی جہاد تلوار کے جہاد سے افضل ہے۔ ہم جیسے بے دست وپا (جن کی بادشاہ تک رسائی نہیں) اس نعمت سے محروم ہیں ہم نے تم کو خزانے کا پتہ دے دیا ہے اگرچہ ہمارا ہاتھ اس تک نہیں پہنچ سکا تو شاید تم ہی اس کو پالو...... (دفتر اول حصہ دوم مکتوب ۶۵)

حضرت امام ربانی کی اس حکمت عملی کے جب کچھ اثرات ظاہر ہونے شروع ہوئے تو اکبر کی موت کا وقت قریب آ گیا۔ روضۃ القیومیہ میں ہے کہ آخر وقت میں وہ اتنا نرم ہو گیا تھا اور اس بات پر آمادہ ہو گیا تھا کہ لوگوں کو

Marfat.com

زبردستی دین الٰہی اختیار کرنے اور سجدۂ تعظیمی کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا بلکہ ان کو اختیار دے دیا جائے گا کہ وہ چاہیں تو اس کا بنایا ہوا دینِ الٰہی اختیار کریں اور چاہیں تو دینِ اسلام پر رہیں۔ تاریخ ہندوستان میں مولانا ذکاءاللہ دہلوی نے لکھا ہے کہ اکبر کی اپنی موت کے وقت جب میراں صدر جہاں نے کلمہ شریف کی تلقین کی تو اس نے بلند آواز سے کلمہ شریف پڑھنا شروع کر دیا اور میراں صدر جہاں سے کہا کہ میرے سرہانے بیٹھ کر "سورت یٰسین اور دعائے عدیلہ" پڑھو، جب انہوں نے یہ سورت اور دعا پڑھی تو بادشاہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور اسی حالت میں اسنے جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

جبکہ تزک جہانگیری کا جو انگریزی ترجمہ میجر برائس نے کیا ہے اسمیں اس نے کہا ہے کہ شہنشاہ اکبر نے سب سے بڑے مولوی کے ہاتھ پر توبہ کی اور کلمہ پڑھ کر جنتی مسلمانوں کی طرح اس دنیا سے رخصت ہوا، اس کے اسلام کے بارے میں یہ ایک انگریز کا اقرار اور شہادت ہے جسے کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ بہر حال ان تمام شواہد سے اتنی بات ضرور ثابت ہوتی ہے کہ اکبر بادشاہ پکا متقی مسلمان نہ سہی لیکن حضرت امام ربانی کے مقرر کردہ سفراء کی رشد وہدایت کے باعث اپنے پرانے دین اسلام اور اسکی محبت وعقیدت کی طرف مائل ہونا شروع ہو گیا تھا اور یہ بھی امام ربانی کی بہت بڑی کامیابی تھی۔

بہر حال اکبر کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا تخت پر بیٹھا تو امام ربانی

Marfat.com

نے ''احیائے اسلام'' کے اپنے مشن کو مزید تیز تر کر دیا اور اسکے لئے بھی وہی حکمت عملی اختیار فرمائی کہ اس کے دربار کے مقربین کو مکتوبات کے ذریعے اور خود ان سے ملاقاتیں فرما کر ان کو جہانگیر کی اصلاح اور احکام اسلام کی طرف اسکو مائل کرنے کی طرف متوجہ کیا اور اس عظیم کار انبیاء کے لئے ان کو تیار کیا اور اسکا ان کو شوق دلایا۔

جہانگیر کی حکومت کے اہم اراکین وعمائدین مثلاً شیخ فرید بخاری، جبار خاں، حکیم فتح اللہ، خان خاناں، خان اعظم، مرزا قلیج بیگ، لالہ بیگ، صدر جہاں، خان جہاں، سکندر خان لودھی،، بہادر خان اور خضر خان کے نام آپ کے کوئی بیسیوں مکاتیب گرامی مکتوبات شریف کے اندر موجود ہیں جن کے پڑھنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ نے کس کس انداز سے اور کن کن طریقوں سے ان حضرات کو بادشاہ کی اصلاح کی طرف راغب کیا اور کس طرح یہ عظیم کام ان سے لیا۔ شیخ فرید جن کے لئے تزک جہانگیری میں خود جہانگیر لکھتا ہے کہ یہ میرے والد کی خدمت میں میر بخش تھے میں نے ان کو خلعت شمشیر مرصع دوات وقلم مرصع مرحمت کر کے اسی خدمت پر بحال رکھا ہے اور ما بدولت تم کو صاحب السیف والقلم جانتے ہیں۔

دربار جہانگیری کے اس مقرب شخصیت کے نام اپنے ایک گرامی نامہ میں حضرت امام ربانی فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

''آج جبکہ دولت اسلام کی ترقی اور موانعات اسلام کے زوال اور بادشاہ اسلام کی تخت نشینی کی خوشخبری ہر خاص و عام کے کانوں تک پہنچی ہے تو اہل اسلام نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ بادشاہ کے معین و مددگار بنیں اور شریعت کی ترویج اور مذہب کو تقویت دینے میں اس کی رہنمائی کریں خواہ یہ امداد وتقویت زبان سے ہو یا ہاتھ سے جس قسم کی بھی ہو اس سے دریغ نہ کریں سب سے بڑھ کر مدد یہ ہے کہ کتاب وسنت اور اجماع امت کے طریقہ پر شرعی مسائل کو بیان کریں اور عقائد کلامیہ کو ظاہر کریں تا کہ کوئی بدعتی اور گمراہ درمیان میں آکر بادشاہ کو راستہ سے نہ بہکا دے اور کام خراب نہ کردے......امید ہے جب حق تعالی نے آپ کو بادشاہ کا قرب پورے طور پر بخشا ہے تو خلوت و جلوت میں اور پوشیدہ وعلانیہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو رواج دینے میں آپ پوری کوشش کریں گے اور مسلمانوں کو ذلت وخواری سے نکالیں گے''
(دفتر اول مکتوب ۴۷)

جہانگیر کے ایک اور معتمد خاص صوبہ بہار کا تمام نظم ونسق جہانگیر نے جن کے سپرد کر رکھا تھا یعنی لالہ بیگ، ان کو ایک مکتوب گرامی میں آپ نے تحریر فرمایا

''سلطنت کی ابتداء ہی میں اگر مسلمانی نے رواج پا لیا اور مسلمانوں نے اعتبار پیدا کرلیا تو بہتر ورنہ نعوذ باللہ اگر توقف ہو گیا تو

مسلمانوں پر کام بہت مشکل ہو جائے گا الغیاث الغیاث ثم الغیاث الغیاث دیکھئے کون صاحب دولت اس دولت کو حاصل کرتا ہے اور کون بہادر آگے بڑھ کر اس دولت کو لیتا ہے......ذالک فضل اللہ یؤتیه من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم"

(دفتر اول مکتوب ۸۷)

مفتی صدر جہاں جو جہانگیر کے بچپن میں اس کی تعلیم کے نگران بھی رہے اور عہد اکبری میں منصب صدارت پر فائز تھے جہانگیر نے اپنے دور میں جن کے اختیارات میں مزید اضافہ کرتے ہوئے ان کو یکدم چار ہزاری کا منصب بھی عطا کر دیا تھا اور ان کو دربار میں سجدہ تعظیمی سے بھی مستثنٰی کر دیا تھا، ان کو ایک مکتوب گرامی میں حضرت امام ربانی بادشاہ کی اصلاح کی طرف یوں متوجہ کرتے ہیں

"یقین ہے کہ اسلام کے مقتدر یہی سادات عظام اور علمائے کرام خلوت وجلوت میں اس دین متین کی زیادتی اور اس صراط مستقیم کے درپے رہیں گے" (دفتر اول مکتوب ۱۹۴)

"اب جبکہ سلطنتوں میں انقلاب واقع ہوا ہے اور اہل مذاہب کی عداوت کی تیزی درہم برہم ہو گئی ہے، اسلام کے پیشواؤں یعنی بڑے بڑے وزیروں اور امیروں اور بزرگ عالموں پر لازم ہے کہ اپنی تمام محنت کو روشن

شریعت کی ترویج پر لگائیں اور سب سے پہلے یہ کریں کہ اسلام کے گرے ہوئے ارکان کو قائم کریں" (دفتر اول مکتوب ۱۹۵)

خود جہانگیر کو بھی آپ نے ایک مکتوب گرامی ارسال فرمایا جس میں اس کو فتح ونصرت کی دعا دیتے ہوئے اس دعا کی غرض وغایت بھی اجرائے احکام شریعت کو قرار دیا اور فرمایا بادشاہ کی فتح ونصرت کی دعا کی جاتی ہے کیونکہ اجرائے احکام شریعت سلطنت کی تائید اور تقویت پر منحصر ہے۔ آگے اس دعا کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا

"تلوار اور جہاد میں یہ قوت نہیں کہ قضائے الٰہی کو ٹال دے لیکن دعا میں خدا نے یہ طاقت رکھی ہے، اس لئے لشکر کی قوت سے دعا کی قوت زیادہ قوی اور مؤثر ہے"

آپ کا یہ مشن زور وشور سے جاری رہا اور کامیابی سے آہستہ آہستہ ہمکنار ہونے لگا اور بادشاہ احکام اسلامی کی طرف مائل اور راغب ہونے لگا۔ آپ کے مکاتیب سے بھی آپ کے مشن کی اس کامیابی کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے چنانچہ مفتی صدر جہاں کے نام ایک مکتوب گرامی میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ

"احکام شرعیہ کے جاری کرنے اور مذہب مصطفوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے دشمنوں کی ذلت وخواری کی باتیں سن کر ماتم زدہ مسلمانوں کے دل کو

Marfat.com

خوشی اور روح کو تازگی حاصل ہوئی ہے، اس بات پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور احسان ہے اور اللہ تعالیٰ مالک وقدیر سے سوال ہے کہ اپنے نبی بشیر ونذیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل اس بڑے کام میں زیادتی بخشے" (دفتر اول مکتوب ۱۹۵)

ظاہر ہے شریعت اسلامیہ کا اجراء، عقائد حنفیہ اور مسلک حنفیہ کا فروغ اور دین کا احیاء بھلا بد مذہبوں اور اسلام دشمنوں کو کب گوارہ ہوسکتا تھا چنانچہ وہ اپنی سازشوں میں مصروف ہوگئے اور حضرت امام ربانی کو بدنام کرنے کے لئے آپ کے ایک مرید کابل کے رہائشی حسن خان افغان کو استعمال کیا جو کسی وجہ سے آپ کا سخت مخالف ہوگیا تھا۔ اس کے ذریعے آپ کے مکتوبات میں تحریف کر کے اس میں کچھ کفریہ عبارات کا اضافہ کر کے وہ مختلف علماء کو بھجوائی گئیں اور اس پر حضرت امام ربانی کے خلاف فتوے لئے گئے۔

پروپیگنڈہ اتنا شدید تھا کہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی جیسے مقتدر عالم اور محدث بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور حضرت امام ربانی کے خلاف ہوگئے، بعد میں جب صورت حال واضح ہوئی اور حضرت امام ربانی کے اصل مکاتیب آپ نے پڑھے تو آپ کی غلط فہمی رفع ہوئی۔ ایسی صورت میں بادشاہ کا اس مکروہ پروپیگنڈے کے اثرات سے محفوظ رہنا ایک ناممکن امر تھا۔ چنانچہ اس نے ان بے سروپا الزامات سے متاثر ہو کر آپ کو اپنے دربار میں وضاحت کے لئے طلب کرلیا آپ نے اس کے دربار میں جا کر

Marfat.com

اتنے عمدہ جوابات دئے کہ بادشاہ لاجواب ہوگیا۔ معاندین کو جب اپنی سازش ناکام ہوتی ہوئی نظر آئی تو انہوں نے بادشاہ کو ورغلایا کہ انہوں نے آپ کو سجدہ نہ کر کے دربار کے آداب کی خلاف ورزی کی ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے شیعوں کے خلاف جو مکاتیب اور رسائل لکھے تھے اس کی وجہ سے جہانگیر کی محبوب ملکہ نور جہاں اور اس کے وزیر اعظم آصف جاہ جو سب شیعہ تھے وہ آپ کے سخت ترین دشمن ہو گئے تھے۔ انہوں نے ان سازشوں میں اہم کردار ادا کیا اور آخر میں بادشاہ کو آپ کی قوت سے خوفزدہ کیا کہ ان کے مریدین ہر طرف پھیل رہے ہیں، فوج میں بھی ان کا اثر رسوخ بڑھ گیا ہے، یہ آپ کے اقتدار کے لئے کسی وقت بھی خطرہ بن سکتے ہیں لہذا ان کے خلاف فوری کوئی کاروائی عمل میں لائی جائے۔ چنانچہ بادشاہ نے آپ پر لگائے جانے والے بے سروپا الزامات کا سہارا لے کر اور سجدہ تعظیمی نہ کرنے کا بہانہ بنا کر آپ کو قلعہ گوالیار میں قید کر دیا اور آپ کا تمام مال واسباب اور مکان وغیرہ سب ضبط کر لیا، لیکن اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے ان تنصرو اللہ ینصرکم (ترجمہ) ''تم دین کی مدد کرو اللہ تمہاری مدد کرے گا'' اللہ تعالیٰ نے حضرت امام ربانی کی ایسی مدد فرمائی کہ دشمن کی تمام تدابیر الٹی ہو گئیں۔ یہ قید وبند بھی آپ کی ذلت کی بجائے کئی طرح سے آپ کی عزت ومنزلت اور اسلام کے مزید ارتقاء کا باعث بن گئی، اولاً بقول خود آپ کے کہ اس قید کے ذریعے بڑے بڑے روحانی مراتب اور

Marfat.com

مدارج سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو سرفراز فرمایا دوسرا یہ کہ جیل میں موجود سیکڑوں چوروں، ڈاکوؤں، بدمعاشوں اور مجرموں کو آپ کی رشد وہدایت نے راہِ حق پر گامزن کر کے ان کو اللہ کا محبوب اور مقرب بنا دیا۔ تیسرا یہ کہ آپ کی گرفتاری کے بعد عوام وخواص میں جو بے چینی پھیلی اور مختلف علاقوں میں شورش اور بغاوت کی سی صورت پیدا ہونے لگی اور آپ نے جیل ہی سے اپنے مکتوبات کے ذریعے ان سازشوں اور بغاوتوں کو پروان چڑھانے کی بجائے ان کو فرو کرنے اور ختم کرنے کے جو احکامات دئے ان سب کو دیکھ کر جہانگیر کی عقل ٹھکانے آ گئی کہ جس کو میں اقتدار کے لئے خطرہ سمجھے بیٹھا تھا وہ تو میرے اقتدار کا محافظ نکلا۔ اس پر سونے پہ سہاگہ یہ ہوا کہ اس کو خواب میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوگئی کہ آپ اپنی انگلی مبارک دانتوں میں دبائے کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ جہانگیر تو نے کتنے بڑے شخص کو قید کر دیا ہے...... الغرض اس قید نے نہ صرف یہ کہ بادشاہ کے دل کو آپ کی طرف سے صاف کر دیا بلکہ آپ کی ظاہری اور باطنی عظمتوں کا بھی اس کو معترف کر دیا اور یہ قید کئی لحاظ سے آپ کے لئے ترقیات اور اسلام کی ترویج واشاعت کا باعث بن گئی...... پھر تو یہ عالم تھا کہ وہی بادشاہ جو آپ کو مغرور اور خود پسند سمجھ کر قید میں ڈال رہا تھا وہ آپ کی عظمتوں کا معترف ہو کر آپ سے کچھ عرصہ کے لئے لشکر میں آپ کے ہمراہ رہنے کی درخواست کر رہا تھا، اور آپ نے اس کی درخواست

Marfat.com

کو شرف قبولیت بخشا اور ایک عرصہ اس کو ساتھ رکھکر اس کی تربیت فرمائی اور اس کی اصلاح فرمائی......ایک وقت وہ تھا کہ وہ آپ کو کافر سمجھ رہا تھا پھر وہ وقت بھی آیا جب وہ آپ کو ایک ولی کامل سمجھ کر اپنی بیماری سے صحت یابی کے لئے آپ سے دعا کی درخواست کر رہا تھا۔آپ کے لنگر کے تبرک سے اپنا پرہیز کھولنے کا اعلان کرتا تھا۔بطور تبرک لنگر کا کچھ حصہ اپنے ساتھ رکھتا تھا اور لنگر کے اخراجات کیلئے یومیہ خرچہ پیش کر کے اس کو قبول کرنے کی استدعا کر رہا تھا اور آپ اس کی پیشکش کو یہ کہہ کر ٹھکرا رہے تھے کہ ہم خدا کے در کے بھکاری ہیں صرف خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ایک وہ زمانہ تھا جب وہ آپ کو ''مکار'' کہا کرتا تھا لیکن پھر وہ زمانہ بھی آیا جب وہ آپ کی محبت اور عقیدت سے سرشار ہو کر یہ کہا کرتا تھا کہ میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا کہ جس سے مجھے نجات کی امید ہو البتہ میرے پاس ایک دستاویز ہے اس کو اللہ تعالی کے سامنے پیش کردوں گا اور وہ دستاویز یہ ہے کہ ایک روز مجھ سے شیخ احمد سرہندی نے کہا تھا کہ اگر اللہ تعالی ہمکو جنت میں لے جائے گا تو ہم تمہارے بغیر نہیں جائیں گے۔

بہر حال خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت امام ربانی کی تدبیر اور حکمت عملی کامیابی سے ہمکنار ہوئی، آپ کی کوششوں سے اراکین حکومت کی اصلاح ہوئی۔اس کے بعد ان کے ذریعے، پھر براہ راست خود آپ کے ذریعے بادشاہ کی اصلاح ہوئی۔دربار سے سجدۂ تعظیمی ختم کر دیا گیا، گائے کے ذبیحہ سے بھی

Marfat.com

پابندی اٹھادی گئی، مسجدیں تعمیر کرائی جانے لگیں، سنی فقہ کو مملکت کا قانون قرار دیا گیا اور دربار کے لئے چار عالموں کے بندوبست کرنے کا حکم دیا گیا تا کہ وہ مسائل شرعیہ بتائیں اور کوئی کام خلاف شرع نہ ہونے پائے۔ بادشاہ کا شہزادہ خرم شاہجہان آپکا بے حد معتقد تھا آپکے بعد آپکے صاحبزادے کا اسی طرح ادب واحترام کرتا تھا۔ اس کے دور میں اور اورنگزیب عالمگیر کے دور میں جو کچھ اس سے پہلے تھوڑی بہت کسر رہ گئی تھی وہ بھی پوری ہوگئی، ان دونوں بادشاہوں نے حضرت امام ربانی کے اولادِ امجاد کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے ملک میں مکمل نظام مصطفےٰ کا نفاذ کیا۔

الغرض اس دور میں اسلامی عقائد اور احکامات کو خوب فروغ حاصل ہوا، اسلام کا پرچم ہر جگہ لہرانے لگا اور نور اسلام کی شعاؤں سے مشرق ومغرب روشن ہوگئے۔ ''ارکان حکومت کی تبدیلی کے بجائے اذہان حکومت کی تبدیلی'' یہ وہ آپ کا عظیم کارنامہ ہے جس نے تاریخ کے رخ کو موڑ دیا، صرف یہ خطہ ہندوستان ہی نہیں بلکہ افغانستان، بخارا، سمرقند اور ترکی تک پورے خطے کو ایک عظیم اسلامی اور روحانی انقلاب سے سرفراز کر دیا، آج بھی اس خطے میں وہ اثرات محسوس ہورہے ہیں اور رہتی دنیا تک اس کے اثرات برقرار رہیں گے انشاء اللہ۔ یہی وہ ''دیگر معاملہ'' اور عظیم کارنامہ ہے جس کی طرف آپ نے اپنے ایک مکتوب گرامی میں بھی ارشاد فرمایا تھا، آپ فرماتے ہیں

''اے فرزند باوجود اس معاملے کے جو میری پیدائش سے وابستہ رہا ہے ایک اور کارخانہ عظیم میرے سپرد کیا گیا ہے، مجھے پیری مریدی کے لئے نہیں لایا گیا اور نہ ہی میری پیدائش سے مخلوق کی تکمیل وارشاد مقصود ہے بلکہ معاملہ کچھ اور ہے اور خداوند کریم اور قدرت کو مجھ سے کچھ اور ہی کام لینا ہے''
(دفتر دوم مکتوب ۶)

علمائے سو کے خلاف جہاد:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ بدترین لوگ بدترین علماء ہیں (ترغیب) یعنی علمائے سو اللہ کے یہاں انسانوں میں سب سے بدترین انسان شمار ہوتے ہیں اس لئے کہ ایک عالم کی گمراہی سے ایک عالَم گمراہ ہو جاتا ہے۔ تمام مؤرخین کا اس پر اتفاق ہے کہ شہنشاہ اکبر پہلے بہت دیندار، علماء اور صوفیاء کا ادب کرنے والا شخص تھا لیکن اس کو گمراہ کرنے والے یہی ابوالفضل اور فیضی جیسے علماء سو تھے جنہوں نے بادشاہ کو خوش کرنے کے لئے اسلامی احکامات بدل ڈالے، جائز امور کو ناجائز بنا ڈالا اور ناجائز کو جائز۔ خواہشات نفس کی تکمیل کے لئے اسلام میں گنجائشیں نکال لیں۔ اپنے ذاتی عناد اور دشمنی کے باعث مقتدر علماء کی تذلیل کی اور علم مصطفیٰ اور دین مصطفیٰ کو بادشاہ کے گھر کی لونڈی بنا کر دین الٰہی کے نام سے ایک ایسا نیا دین ایجاد کروا دیا جس میں اسلام اور اسلامی شعائر کی توہین کی گئی تھی اور دوسرے

مذاہب کو اہمیت دی گئی تھی ۔ یہ سب کچھ علماء سو کی وجہ سے ہوا، اسی لئے امام ربانی نے ان علماء کے خلاف جہاد فرمایا، اپنے مکتوبات کے ذریعے اپنے محبین و مخلصین کو بالخصوص جہانگیر کے دربار کے خاص مقربین کو علماء سو کے کرتوتوں سے آگاہ کر کے اسلام اور دین کے خلاف ان کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کا قلع قمع فرمایا۔

چنانچہ جب جہانگیر نے یہ حکم دیا کہ چار دیندار علماء مہیا کیے جائیں جو مسائل بتائیں اور خلاف شرع چیزوں کی نشاندہی کریں تو آپ نے شیخ فرید بخاری کے نام اپنے ایک طویل مکتوب گرامی میں پہلے خبر پر اپنی خوشی کا اظہار کیا اور اسکے بعد ان کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ

"ایسے دیندار علماء (بادشاہ کو مہیا کیے جائیں) جو حبّ جاہ اور حبّ ریاست سے پاک ہوں اور ترویجِ شریعت اور تائید ملت کے علاوہ کوئی دوسرا مقصد نہ رکھتے ہوں ۔ تعداد میں اگرچہ قلیل ہوں اگر انہیں حبّ جاہ ہوگئی تو وہ کسی نہ کسی طریقہ سے اپنی افضلیت کا اظہار کریں گے، اختلافی مسائل درمیان میں لائیں گے اور اس کو بادشاہ کے قرب کا ذریعہ بنائیں گے ایسی صورت میں لامحالہ دین کی مہم ابتر ہو جائے گی ۔ زمانہ گزشتہ (دور اکبری) میں علمائے سو کے اختلافات نے ہی دنیا کو بلا میں ڈالا تھا...... اب بھی علمائے سو کی صحبت کا اندیشہ ہے ۔ ایسی صورت میں ترویجِ دین کیا خاک ہوگی بلکہ الٹی

Marfat.com

تخریبِ دین ہو جائے گی، میں علماء سو کے فتنہ سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ اگر علماء آخرت میں سے کوئی عالم میسر ہو تو اس سے اچھی بات کیا ہو گی کہ اس کی صحبت کبریت احمر کا حکم رکھتی ہے...... جس طرح مخلوق کی نجات علماء کے وجود سے وابستہ ہے اسی طرح دنیا کا نقصان اور زیاں بھی انہی پر منحصر ہے۔ بہترین علماء بہترین عالم ہیں اور بدترین علماء بدترین خلائق ہیں۔ ہدایت اور گمراہی دونوں ان پر موقوف ہیں، ایک شخص نے ابلیس کو دیکھا کہ فارغ بیٹھا ہوا ہے تو اس سے اس کا سبب پوچھا اس نے جواب دیا کہ اس زمانے کے علماء میرا کام انجام دے رہے ہیں اور وہ دنیا کو گمراہ کرنے کیلئے کافی ہیں"

(مکتوبات جلد اول)

نام نہاد صوفیاء کے خلاف جہاد:

نام نہاد، بناوٹی، مصنوعی اور جعلی پیروں فقیروں اور صوفیاء نے اس دور میں اسلام کو سخت نقصان پہنچایا۔ تصوف کی ایک اہم اصطلاح "وحدۃ الوجود" کی غلط تشریحات کر کے نہ صرف عوام کو گمراہ کیا بلکہ اکبر بادشاہ کو بھی لادینیت کا راستہ دکھایا اور ہندوؤں کے عقیدۂ حلول کی طرف اس کو مائل کر دیا، عبادت سے جان چھڑانے کے لئے یہ نظریہ ایجاد کیا کہ عبادات کی اسوقت تک ضرورت ہے جب تک معرفت حاصل نہ ہو جائے اس کے حاصل ہونے کے بعد عبادات کی کوئی ضرورت نہیں ہے (معاذ اللہ) بعض جہلاء نے تو یہ تک کہہ

Marfat.com

دیا کہ نماز روزہ کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ صرف باطن درست ہونا چاہئے۔ بعض جہلاء نے سنت اور شریعت کے خلاف ریاضتیں اور مجاہدے ایجاد کر لئے اور ان کو وصول الٰہی کا ذریعہ قرار دے دیا۔ اکثر پیروں فقیروں نے پیری مریدی کو رشد و ہدایت کی بجائے صرف کھانے کمانے کا دھندہ بنا لیا...... الغرض تصوف اور طریقت کی جو اہم اصطلاحات تھیں آپ نے ان کی صحیح تشریح فرمائی۔ جو خلاف شرع امور تصوف میں داخل کئے گئے تھے ان کو نکالا اور طریقت اور تصوف کو بدنام کرنے والے نام نہاد صوفیاء کا بھرپور انداز سے مقابلہ کیا اور عوام وخواص کو ان کے خلافِ شریعت افکار ونظریات سے بچا کر آپ نے دین کی بہت بڑی خدمت انجام دی۔ شریعت کو طریقت سے جدا کرنے والوں کے خلاف جہاد کیا۔ اس دور میں واضح طور پر مذہبی قیادت دو گروہوں میں تقسیم ہو گئی تھی۔ ایک طرف علماء تھے اور دوسری طرف صوفیاء تھے۔ علماء صرف شریعت پر زور دیتے تھے طریقت کی اہمیت سے انکار کرتے تھے جبکہ صوفیاء سب کچھ طریقت کو سمجھتے تھے اور شریعت سے بے اعتنائی برتتے تھے حتیٰ کہ انہوں نے یہاں تک کہنا شروع کر دیا کہ عوام شریعت کے مکلّف ہیں خواص اس کے مکلّف نہیں اور صوفیاء کو احکام شریعت کی پابندی ضروری نہیں۔ حضرت امام ربانی کی ایک بہت بڑی خدمت یہ بھی ہے کہ آپ نے شریعت وطریقت دونوں کی اہمیت سے آگاہ کر کے لوگوں کو ان دونوں کا عامل بنایا چنانچہ ایک

Marfat.com

مکتوب گرامی میں آپ فرماتے ہیں:

''اپنے ظاہر کو شریعت سے اور باطن کو باطنِ شریعت سے جو حقیقت سے عبارت ہے آراستہ و پیراستہ کریں کیونکہ حقیقتِ طریقت حقیقتِ شریعت سے ہی عبارت ہے اور راہ شریعت پر چلنا ہی حقیقت ہے۔ یہ کہنا کہ شریعت دوسری چیز ہے اور طریقت و حقیقت دوسری چیز، یہ الحاد و زندقہ ہے''۔ (حصہ دوم مکتوب ۵۷)

جمع الجوامع میں علامہ جلال الدین سیوطی نے ایک حدیث پاک نقل کی ہے کہ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ میری امت میں ایک شخص ہوگا جسے صلہ (ملانے والا) کہا جائے گا اس کی شفاعت سے بکثرت لوگ جنت میں جائیں گے'' اس حدیث کا مصداق آپ کی ذات گرامی ہے، حضرت امام ربانی نے اپنے ایک مکتوب گرامی اپنے لئے صلہ کا لفظ استعمال کرتے ہوئے فرمایا کہ

''اللہ تعالی کا شکر ہے کہ جس نے مجھے دو سمندروں کو ملانے والا اور دو دشمنوں کے درمیان میں صلح کرانے والا بنایا ہے'' (دفتر دوم مکتوب ٦)

ان دو گروہوں سے یقیناً علمائے ظاہر اور علمائے باطن مراد ہیں اور دو سمندروں سے علم ظاہر علم باطن، شریعت اور طریقت کے سمندر مراد ہیں جن کو آپ نے ملا کر اس کے دین کی ایک بہت بڑی خدمت انجام دی۔

Marfat.com

بدعات کے خلاف جہاد:

آپ کی بے پایاں خدمت کی فہرست میں آپ کی ایک اہم اور نمایاں خدمت ''احیائے سنت'' بھی ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ہر طرف بدعتوں کا اندھیرہ تھا۔ دین میں خلاف شرع نئی نئی باتوں کا اضافہ کرلیا گیا تھا مثلاً مسلمان دیوالی کے دنوں میں ہندوؤں کی رسمیں ادا کرتے تھے اور ہندوؤں کی تقلید کرتے ہوئے اپنے برتنوں پر رنگ پھیرتے تھے۔ جانوروں کو اولیاء کرام کے مزارات پر لیجا کر وہاں ذبح کیا جاتا تھا۔ پیروں فقیروں کے نام کے روزے رکھے جاتے تھے۔ ہندوؤں کی طرح دلہن سے دولہا کے گرد سات چکر لگوائے جاتے تھے۔ دولہا کو عورت کی طرح چاندی کا طوق پہنایا جاتا تھا۔ اسکے علاوہ جاہل صوفیاء نے طریقت اور تصوف میں جو بدعات ایجاد کر لی تھیں، ریاضیات و مجاہدات میں جو خلاف شرع طریقے گھڑ لئے تھے آپ نے ان سب بدعات کے خلاف بھرپور جہاد فرمایا۔ بدعت کی مذمت اور سنت کی مدحت کو مختلف انداز سے اجاگر کر کے لوگوں کو بدعات سے دور رہنے اور سنتوں کو اختیار کرنے کی ترغیب دلائی۔ چنانچہ عبدالرحیم خان خاناں کے نام ایک مکتوب گرامی میں آپ نے تحریر فرمایا

''سعادت ابدی اور نجات سرمدی متابعت انبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ وابستہ ہے بالفرض اگر ہزار سال عبادت کی جائے اور سخت

Marfat.com

سے سخت ریاضتیں اور مشکل سے مشکل مجاہدات کیے جائیں مگران حضرات کے نور متابعت سے سینے منور نہ ہوں تو ان تمام ریاضات ومجاہدات کوایک جَو کے بدلے نہ خریدا جائے لیکن اگر زاہد کا سونا (قیلولہ) جو سراسر غفلت اور تعطل ہے ان حضرات کی متابعت میں ہے تو یہ ان ریاضات اور مجاہدات سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے'' (جلد اول مکتوب ۱۹۱)

علماء نے بدعت کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں ایک بدعت حسنہ، ایک بدعت سیۂ۔ لیکن آپ کو بدعت سے اس قدر چڑ اور نفرت تھی کہ آپ نے ایک مکتوب گرامی میں فرمایا

''اس فقیر کو ان دونوں قسموں کی بدعتوں میں کسی میں بھی کوئی حسن اور نورانیت نظر نہیں آتی اور سوائے ظلمت اور کدورت کے اور کچھ اس میں محسوس نہیں ہوتا'' (جلد اول مکتوب ۱۸۶)

اس لئے میلاد شریف اور ایصال ثواب وغیرہ کو آپ نے بدعت حسنہ کہکر اسکی اجازت نہیں دی کہ کہیں اس بہانے بدعت کی طرف لوگ مائل نہ ہوجائیں بلکہ اسکو بھی انبیاء اور صحابہ کی سنت کی حیثیت سے اپنانے اور اختیار کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

عقل پرستوں کے خلاف جہاد:

ہر دور میں ایسے لوگ رہے ہیں جو بطور فیشن ہر معاملے میں عقل کو دخل

دیتے ہیں، اسلامی احکام اور نظریات کو عقل کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں، جوان کی عقل میں آئے اس کو قبول کرتے ہیں اور جو نہ آئے اس کا انکار کر دیتے ہیں ایسے لوگوں کے خلاف بھی آپ نے بھرپور جہاد فرمایا چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

''جو شخص تمام احکام شرعیہ کو اپنی عقل کے مطابق عقلی دلائل کے برابر کرنا چاہے وہ شانِ نبوت کا منکر ہے، اس کے ساتھ کلام کرنا بیوقوفی ہے'' (دفتر اول مکتوب ۲۱۴)

الغرض اسلامی احکامات اور نظریات کو فلسفیانہ اصول وقواعد کی کسوٹی پر پرکھنے والے اور دین کو عقل کے تابع کرنے والے عقل کے پجاریوں کی مذمت اور نشاندہی کر کے امت مسلمہ کو ان کے مکروفریب سے آپ نے آگاہ فرمایا اور اس طرح دین کے نام پر بے دینی پھیلانے والوں کے چنگل میں پھنسنے سے امت مسلمہ کو بچا کر آپ نے دین کی ایک بہت بڑی خدمت انجام دی۔

دشمنان صحابہ کے خلاف جہاد:

جب جہانگیر بادشاہ کی محبوب ملکہ نور جہاں اور اس کا خاندان شیعہ نظریات کا حامل ہو اور حکومت کی باگ ڈوران کے ہاتھ میں ہونے کے باعث وہ صحابہ کرام کے خلاف نظریات کو حکومتی طاقت کے زور پر پھیلا رہا ہو

Marfat.com

ایسے میں کس کی ہمت ہوسکتی تھی کہ ان باطل نظریات کے خلاف آواز اٹھا کر اپنی موت کو دعوت دیتا لیکن یہ عظیم خدمت بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سے لی جنہوں نے بغیر کسی خوف کے اس طوفان کا مقابلہ کیا اور ہر سطح پر اس کا منہ توڑ جواب دیا۔ مناظروں کی ضرورت پڑی تو آپ نے بڑے بڑے شیعہ علماء سے کھلے عام مناظرے کئے اور اس میں ان کو شکست فاش دی۔ شہر کے شیعہ علماء نے جب ایک رسالہ لکھ کر اس میں حضرات خلفائے ثلاثہ کی تکفیر کی اور معاذ اللہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس میں مذمت اور آپ پر بہتان تراشی کی تو آپ نے نہ صرف یہ کہ زبانی اور تقاریر کے ذریعے محافل میں اسکا مسکت جواب دیا بلکہ اس کے جواب میں ایک مستقل رسالہ تحریر فرما کر ان کا منہ بند کر دیا۔ اس کے علاوہ شیعہ حضرات کے جو اہم موضوعات ہیں جن سے وہ عام ذہنوں کو متاثر کر کے ان کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں مثلاً حضور سے نسبی قرابت اور قربت رکھنے کے باعث حضرت علی خلیفہ اول ہیں، صحابہ کرام کے درمیان جو اجتہادی نزاعات اور محاربات ہوئے انہیں بنیاد بنا کر صحابہ کرام سے لوگوں کو متنفر کرنا، ان کی بدگوئی اور ان پر سب و شتم کرنا، بالخصوص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی توہین کرنا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی گستاخیاں کرنا، حدیث قرطاس کے حوالہ سے عوام میں صحابہ کرام کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا کرنا، ان جیسے سیکڑوں مسائل پر آپ

Marfat.com

نے اپنے مکتوبات میں بڑے مدلل انداز سے بڑی سیر حاصل بحثیں فرمائیں اور عوام وخواص کے ذہنوں کو صاف کر کے صحابہ کرام کی عظمت ان کے دلوں میں پیدا کر کے انکو جہنم کی گہری کھائیوں میں گرنے سے بچالیا۔ایک مکتوب گرامی میں تحریر فرمایا

''جاننا چاہئے کہ پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے اصحاب رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین سب کے سب بزرگ ہیں اور سب کا ذکر احترام سے کرنا چاہئے۔ خطیب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لئے اصحاب کو پسند فرمایا اور ان میں سے بعض کو قرابت دار اور مددگار پسند فرمایا۔جس نے ان کے بارے میں مجھے ایذاء سے محفوظ رکھا اسے اللہ نے محفوظ رکھا اور جس نے ان کے بارے میں مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی'' (دفتر اول مکتوب ۲۵۱)

دشمنان اہل بیت کے خلاف جہاد:

بعض لوگوں نے اہل بیت اطہار سے محبت کی آڑ میں صحابہ کی برائی شروع کردی۔انہیں ''اہل تشیع'' کہا جاتا ہے بعض وہ تھے جنہوں نے صحابہ کی محبت کی آڑ میں اہل بیت اطہار کی شان میں زبانِ طعن دراز کرنی شروع کردی انہیں ''خوارج'' کہا جاتا ہے۔حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالی عنہ نے ان دونوں باطل گروہوں کا مقابلہ کیا۔جہاں آپ نے صحابہ

Marfat.com

کرام کے خلاف اہل تشیع کے مطاعن کا جواب دیا اور صحابہ کرام کی عظمتوں کو بیان کیا وہاں آپ نے خوارج کی طرف سے اہل بیت اطہار کے بارے میں نازیبا باتوں کا رد بھی فرمایا اور اہل بیت اطہار کی عظمت و شان اور ان کی محبتوں کے نور سے بندگانِ خدا کے قلوب کو روشن و منور کر دیا۔

ایک مکتوب گرامی میں آپ نے لکھا ہے کہ

"اہل بیت کی محبت کا نہ ہونا اہل سنت کے حق میں بھلا کیسے گمان کیا جا سکتا ہے؟ جبکہ یہ محبت ایمان کا جز ہے اور خاتمہ کی سلامتی اس محبت کے واضح ہونے سے وابستہ ہے" (دفتر دوم مکتوب ۳۶)

ایک اور مکتوب گرامی میں صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار دونوں کی محبت اور دونوں کی تعظیم کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو ستاروں کی مانند فرمایا (و بالنّجم هم يهتدون) اور اہل بیت کو کشتی نوح کی طرح فرمایا اس میں اشارہ ہے کہ کشتی کے سواروں کے لئے ستاروں کی رعایت کو مدنظر رکھنا ضروری ہے تاکہ وہ ہلاک ہونے سے بچ جائیں اور ستاروں کی رعایت کے بغیر نجات بالکل محال ہے" (دفتر اول مکتوب ۵۹)

دشمنان نبوت کے خلاف جہاد:

دشمنان اسلام کے پاس اسلام کو کمزور کرنے کا سب سے اہم حربہ یہ

Marfat.com

ہے کہ مسلمانوں کا رشتہ ان کے نبی سے کمزور کر دیا جائے، ان کی عظمت ومحبت ان کے غلاموں کے دل سے مٹا دی جائے۔ چنانچہ آپ کے دور میں بھی یہی ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مسلمانوں کے دلوں میں ایسی نفرت پیدا کی جانے لگی کہ آپ کا نام نامی احمد اور محمد رکھا جانا بھی معیوب سمجھا جانے لگا۔ جیسا کہ خود آپ نے اپنے رسالہ اثبات النبوۃ اور بعض مکاتیب میں اس کی صراحت فرمائی۔ مسلمانوں کے دلوں سے آپ کی محبت ختم کرنے کیلئے اس وقت کے مصنفین نے اپنی اپنی کتابوں سے نعتیں خارج کر دیں۔ داڑھی جیسی حضور کی اہم سنتوں کو ختم کیا اور نفرت کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا۔ نبی کی پیاری اور محبوب زبان عربی کو سیکھنا معیوب سمجھا جانے لگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج شریف اور شق القمر جیسے عظیم معجزوں کا انکار کیا جانے لگا۔ حضرت امام ربانی نے اس نقشہ کو بھانپتے ہوئے اس کے خلاف جہاد فرمایا۔ اثبات النبوۃ کے نام سے ایک مکمل کتاب تصنیف فرمائی اور سیکڑوں مکاتیب مختلف شہروں اور ملکوں میں ارسال فرمائے جس میں مخالفین کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ختم نبوت اور عظمت وشان کے بارے میں پھیلائے گئے وسوسوں اور اعتراضات کے معقول جوابات دیے اور حضور کی شان، آپکے مقام اور مرتبے سے آشنا کر کے غلامان مصطفیٰ کو پھر سے اپنے آقا کا گرویدہ بنا دیا۔ آپ کے رسالے اثبات النبوۃ اور آپ کے مکاتیب سے

Marfat.com

چند عبارات پیش خدمت ہیں جس سے یہ بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے نبی الانبیاء کی عظمتوں کو آشکارا کر کے کس خوبصورت انداز سے اس فتنے کا تدارک فرمایا۔ دفتر سوم مکتوب ۱۰۰ میں فرماتے ہیں کہ

"جاننا چاہئے کہ خلق محمدی دوسرے انسانی افراد کی پیدائش کی طرح نہیں ہے بلکہ افراد عالم میں سے کسی بھی فرد کی پیدائش سے مناسبت نہیں رکھتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنصری پیدائش کے باوجود اللہ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا کہ خلقت من نور اللہ دوسروں کو یہ دولت میسر نہیں...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالم ممکنات میں سے نہیں ہونگے بلکہ اس عالم سے اوپر ہونگے تو یقینی بات ہے کہ انکا سایہ اس سے لطیف تر ہوگا لیکن جب ان سے لطیف تر اس دنیا میں کوئی چیز نہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ کس طرح ہو سکتا ہے"

معارف لدنیہ میں حضور کی شان اور مقام کو بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ

"حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اولاد آدم کے سردار اور آقا ہیں اور قیامت کے دن سب سے زیادہ آپکے پیروکار ہونگے۔ آپ اللہ کے نزدیک اولین اور آخرین میں سب سے زیادہ معزز ہیں۔ بروز حشر آپ سب سے پہلے قبر انور سے باہر تشریف لائیں گے۔ آپ ہی سب سے پہلے شفاعت فرمانے

والے ہونگے۔ سب سے پہلے آپ کی شفاعت قبول ہوگی۔ سب سے پہلے آپ ہی جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے اور آپ ہی کے لئے دروازہ کھولا جائے گا۔ قیامت کے دن حمد کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں ہوگا اور اس جھنڈے کے نیچے حضرت آدم اور تمام انبیائے کرام علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات اور تمام لوگ ہونگے۔ آپ ہی کی وہ مبارک ہستی ہے جس کے بارے میں آپ نے خود فرمایا کہ ہم سب کے بعد آنے والے ہیں لیکن قیامت میں سب سے آگے ہونگے۔ آپ نے فرمایا کہ میں بغیر کسی فخر کے کہتا ہوں کہ میں اللہ کا حبیب ہوں، میں رسولوں کا امام اور پیشوا ہوں اور مجھے اسپر کوئی فخر نہیں اس کے بعد آپ نے تفصیلی حدیث نقل فرمائی جو اکثر کتب احادیث میں موجود ہے"

اس فتنہ کو پروان چڑھانے والوں کا ہمیشہ سے یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر کہہ کر مسلمانوں کے دلوں سے آپ کی عظمت اور اہمیت کو کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں حضرت امام ربانی رضی اللہ تعالی عنہ نے انکی اس سازش کے اس بنیادی نکتے کی گرفت فرمائی اور اسکا قلع قمع کرتے ہوئے فرمایا

"جن عقل کے اندھوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہا اور دوسرے انسانوں جیسا تصور کیا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ منکر ہوگئے اور جن سعادت مندوں نے آپ کو رسول اور رحمت عالمیاں کے طور پر دیکھا اور تمام

Marfat.com

لوگوں سے ممتاز سمجھا وہ دولت ایمان سے مشرف ہوگئے اور نجات پانے والوں میں شامل ہوگئے" (دفتر سوم حصہ ہشتم مکتوب ۶۴)

منکرین تقلید کے خلاف جہاد:

مسلمانوں میں افتراق وانتشار پھیلانے والوں نے ہمیشہ سے ایک طریقہ یہ بھی اختیار کیا کہ بعض نے قرآن کے نام پر اور بعضوں نے حدیث کے نام پر ائمہ کی تقلید سے انکار کردیا۔ حالانکہ ائمہ کے اقوال خود ان کے ذاتی اور من گھڑت تو نہیں تھے وہ بھی قرآن وحدیث سے ماخوذ تھے لیکن اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے اور مسلمانوں میں انتشار پھیلانے کیلئے ائمہ کی تقلید سے انکار کرکے اپنے من پسند احکامات نکال کر لوگوں سے اس کی "تقلید" کرنے کیلئے کہا جانے لگا۔ حضرت امام ربانی نے اپنے دور اقدس میں اس فتنے کا بھی سد باب فرمایا چنانچہ ایک مکتوب گرامی میں آپ ارشاد فرماتے ہیں

"جس طرح کتاب وسنت کے مطابق عقیدہ رکھنا ضروری ہے اسی طرح ان پر عمل کرنا بھی ضروری ہے لیکن اس طریقہ پر جس طرح ائمہ مجتہدین نے کتاب وسنت سے مسائل کا استنباط کیا ہے اور کتاب وسنت کے احکام کی تخریج فرمائی ہے جو حلال وحرام، فرض وواجب، سنت اور مستحب اور مکروہ ومشتبہ کے متعلق ہے۔ انکا علم حاصل کرنا بھی ضروری ہے اور مقلد کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ مجتہد کی رائے کے خلاف کتاب وسنت سے احکام اخذ کرے اور اپنی

Marfat.com

تحقیق کے مطابق عمل کرنے لگے۔آدمی جس مجتہد کا تابع ہوگیا ہے اپنے اس مجتہد کے مذہب سے قول مختار کو اختیار کرلے اور رخصت سے اجتناب کرے"

(دفتر اول مکتوب ۲۸۶)

آپ نے اپنے مکتوبات شریفہ میں نہ صرف یہ اعلان فرمایا کہ میں فقہ حنفی کا پابند ہوں بلکہ یہ بھی وضاحت فرمائی کہ ذوالنون مصری، بایزید بسطامی اور جنید وشبلی رحمۃ اللہ علیہم جیسے بڑے بڑے اولیائے کرام بھی عام مؤمنین کی طرح مجتہدین کی تقلید کے پابند ہی تھے۔آپ نے فرمایا جو تقلید سے ہٹ کر کوئی اور راہ اختیار کرے گا وہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے۔تقلید کے مخالفوں نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی عظمتوں کا انکار کر کے آپ پر اعتراضات کئے اور آپ کے لئے جب نازیبا کلمات استعمال کئے تو آپ نے حضرت امام اعظم کی طرف سے بھرپور دفاع کرتے ہوئے آپ کی طرف سے ان کے اعتراضات کے جوابات دئے اور آپ کی عظمت وشان کو آشکارا کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ سنت رسول میں پیروی کے باعث تمام ائمہ میں سب سے آگے ہیں۔وہ مسلمانوں کے رئیس، دین کے سردار، سواد اعظم کے پیشواء، اللہ کا نور، علم فقہ کے بانی، فقہ میں صاحب خانہ، امام اجل، پیشوائے اکمل، تمام مجتہدین میں سب سے اعلم، سب سے زیادہ ورع وتقوی رکھنے والے ہیں۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد

Marfat.com

مسلک بھی مذہب حنفی ہوگا۔ان کو اصحاب الرائے سمجھنے والا جاہل بلکہ خود اپنی جہالت سے بے خبر اور زندیق ہے، ان کی تقلید سے انکار کر کے چند حدیثیں یاد کر کے شرعی احکام کو ان میں منحصر کرنے والا ''نیم ملا'' ہے۔تفصیلات کے لئے آپ کا مکتوب ۵۵ (دفتر دوم) اور مبدأ معاد ص ۵۵ کا مطالعہ کیا جائے۔

مسلک حنفیہ کو بدنام کرنے والوں کے خلاف جہاد:

بعض لوگوں کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ وہ بعض نظریات اور اعمال کو مسلک حنفیہ اہل سنت والجماعت کے خلاف قرار دیکر مسلک حنفی کو بدنام کرتے ہیں اس طرح راہ حق سے لوگوں کو ہٹا کر ان کو گمراہ کرنے کی مذموم سازش کرتے ہیں۔مثلاً انبیاء اور اولیاء کی تعظیم وتکریم، ان سے مدد مانگنے اور ان کے مشکل کشا ہونے، ان کے عرس اور ایصال ثواب وغیرہ کی محفل منعقد کرنے کو مسلک حنفیہ اہل سنت و الجماعت کے خلاف تصور کرتے ہیں بلکہ اس کو شرک اور بدعت سے تعبیر کرتے ہیں۔حضرت امام ربانی نے اس فتنے کے خلاف بھی جہاد فرمایا اور لوگوں کو مسلک حنفیہ اہل سنت و الجماعت کے صحیح عقائد اور نظریات سے روشناس فرمایا۔آپ کے مکتوبات میں سے آپ کے مکتوب نمبر ۹۲ (دفتر دوم) مکتوب ۱۴۲ (دفتر اول) مکتوب ۲۱۷/۱۰۵ (دفتر اول) مکتوب ۲۲۰/۲۳۳/۶۹ (دفتر اول) مکتوب ۳۶/۷۷ (دفتر دوم) اور معارف لدنیہ ص ٦٦ کے مطالعہ سے یہ بات بخوبی واضح ہوجاتی ہے کہ آپ نے اس فتنے کا

کس طرح تدارک فرمایا۔ ان مکاتیب شریفہ میں آپ نے اولیاء کاملین کی عظمت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اولیاء اللہ کا وجود بذات خود ایک کرامت ہے اور اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ زمین والوں کے لئے امان اور غنیمت ہے کہ انہی کے صدقے میں رزق دیا جاتا ہے اور انہی کے صدقے میں بارشیں برسائی جاتی ہیں۔ ان کا کلام دواء ہے اور ان کی نظر شفا ہے۔ یہ اللہ تعالی کے ہم نشین ہیں ان کے پاس بیٹھے والا کبھی بدبخت نہیں ہوتا۔ ان سے دوستی رکھنے والا کبھی نامراد نہیں ہوتا۔ یہ قطب ابدال ان فیوضات و برکات کے پہنچنے کا واسطہ ہوتا ہے جو عالم کے وجود اور بقا سے تعلق رکھتے ہیں لہذا پیدائش، رزق رسائی، ازالۂ بلیات، بیماریاں دور کرنا، صحت و عافیت کا حصول وغیرہ وغیرہ یہ سب امور قطب ابدال کے فیوضات سے تعلق رکھتے ہیں ان اولیائے کرام سے محبت رکھنا اللہ تعالی کی عظیم نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے اور ان سے بغض و عداوت رکھنا زہر قاتل ہے اور ان پر اعتراض کرنا، ان کی بدگوئی کرنا ہمیشہ کی محرومی کا باعث ہے۔ جس کو اللہ تعالی اپنی بارگاہ سے دھتکارنا چاہتا ہے اس کو اولیاء کی توہین اور مخالفت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ان اولیائے کرام کے عرسوں میں خود اپنے جانے کا ذکر فرمایا۔ ان کے مزارات پر حاضر ہونے اور ان سے مدد طلب کرنے کے خود اپنے واقعہ کا ذکر فرمایا اس کے علاوہ انکے اور عام مسلمانوں کے لئے نماز، قرآن پاک، تسبیح و تہلیل کر کے اسکے

Marfat.com

ایصال ثواب کرنے کی ترغیب دلائی اور یہ بھی بتایا کہ پہلے میں کھانا پکوا کر حضور کی خدمت میں اس کا ثواب پہنچا دیا کرتا تھا لیکن ایک رات حضور نے خواب میں مجھ سے فرمایا کہ میں عائشہ کے گھر میں رہتا ہوں وہاں ثواب بھیجا کرو اس وقت سے پھر میں ثواب میں حضرت عائشہ کا نام لے کر ان کو بھی اس میں شریک کرنے لگا...... الغرض آپ نے اہل سنت والجماعت کے صحیح عقائد و نظریات کی اشاعت فرمائی اور سب کو ہدایت فرمائی کہ حضور کے ارشاد کے مطابق تہتر ۷۳ فرقے ہونگے جس میں سے بہتر ۷۲ گمراہ ہونگے صرف ایک ہدایت پر ہوگا اور ناجی ہوگا اور وہ اہل سنت والجماعت ہیں، لہذا اس پر مضبوطی کے ساتھ پابند رہو۔

ایک قومی نظریہ کے خلاف جہاد:

دو قومی نظریہ کہ کافر اور مسلمان دو علیحدہ علیحدہ قومیں ہیں یہ کوئی آج کا نیا نظریہ نہیں بلکہ یہ نظریہ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔ قرآن پاک میں اللہ کا ارشاد ہے کہ ھو الذی خلقکم فمنکم کافر و منکم مؤمن (۶۴/۶) ترجمہ (وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا پس تم میں کوئی کافر ہے اور کوئی مومن) کافروں کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ کافر اور مسلمانوں کو ایک قوم ثابت کیا جائے۔ دونوں میں اتحاد کر کے مسلمانوں کی انفرادیت، ان کے ملی اور دینی تشخص کو ختم کر دیا جائے۔ ان کی یہ کوشش اکبر کے دور میں اس

وقت کامیابی سے ہمکنار ہو گئی جب اکبر نے دین الٰہی کے نام سے ایک نیا دین ایجاد کر کے اسمیں کچھ اسلامی اور اکثر ہندو مت کی تعلیمات، افکار اور نظریات کو یکجا کر کے اسلام اور مسلمانوں کی جداگانہ حیثیت کو بالکل مسخ کر کے رکھ دیا۔ چند دینی احکامات کو کفر و شرک کی رسومات کے ساتھ جمع کر کے ایک قومی نظریہ کو پروان چڑھانے کی ناپاک کوشش کی لیکن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نے ''ملت ما جداگانہ است'' کا نعرہ لگا کر ایک قومی نظریہ کے خلاف بھرپور جہاد فرمایا اور اپنی تحریر و تقریر کے ذریعے کفر و شرک اور اس کی رسومات اور اس کے قبیح افعال کی قرآن و حدیث کی روشنی میں بھرپور مذمت کر کے اسلام کی عظمت اور کفر کی ذلت دلوں میں موجزن کر کے ایسے دو قومی نظریے کی بنیاد رکھی کہ اس ہی وقت کفر و شرک کا ''دیس نکالا'' ہوا اور اسلام کا ''بول بالا'' ہوا...... آپ کے بعد آپ کی اولاد و امجاد اور آپ کے خلفاء و مریدین نے اس ایک قومی نظریہ کے خلاف جہاد جاری رکھا اور دو قومی نظریے کو مسلسل پروان چڑھایا یہاں تک کہ اس دو قومی نظریے کی بنیاد پر پاکستان کی صورت میں خطۂ زمین پر مدینہ منورہ کے بعد دوسری اسلامی حکومت معرض وجود میں آ گئی، اور بقول بانی پاکستان جناب قائد اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کے کہ جب تک کافر گائے کی پوجا کرتے رہیں گے اور مسلمان اس گائے کو کاٹ کر کھاتے رہیں گے یہ دو قومی نظریہ بھی موجود رہے گا اور اس کی بنیاد پر قائم ہونے والی یہ مملکت بھی ان

Marfat.com

شاء اللہ موجود رہے گی آپ کے اس دو قومی نظریئے کے پرچار نے ہندوستان سے لیکر افغانستان، بخارا اور سمرقند بلکہ ترکی تک اسلامی سلطنتوں کا جال بچھا دیا۔

ظلم کے خلاف جہاد:

اس کو آپ کی بہترین سماجی خدمات سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے کہ جہاں کسی مظلوم، لاچار اور بے یار و مددگار شخص کی فریاد آپ تک پہنچتی تھی آپ فوراً اس کی دادرسی فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے مکاتیب میں بہت سے ایسے مکتوبات بھی ہیں جن میں آپ نے ارباب اقتدار کو کسی نہ کسی مظلوم، لاچار اور بے یار و مددگار کی مشکل کشائی کی طرف متوجہ فرمایا اور اس کی سفارش فرمائی۔ وقت کے حکمرانوں کو جو خطوط ارسال فرمائے ان میں ان کو ظلم و جبر، تشدد اور تکبر و فرعونیت سے باز رہنے کی تلقین فرمائی اور عدل کا دامن تھامنے کی ہمیشہ نصیحت فرمائی۔ آخر زمانہ میں جب جہانگیر بادشاہ آپ کا معتقد ہو گیا اور آپ کی خدمت میں سرہند حاضر ہوا تو آپ کی سہولت کی خاطر حکم دے دیا کہ آپ کی خانقاہ تک آنے والے راستے میں جتنے مکانات بنے ہوئے ہیں وہ سب منہدم کر کے راستہ صاف کر دیا جائے لیکن آپ نے بادشاہ کو ایسا کرنے سے منع کر دیا اور غریبوں پر اس طرح ظلم کرنے سے روک دیا...... اور یہ واقعہ تو آپ کے ابتدائی ایام کا ہے کہ پڑوس میں سے کسی کو پولیس پکڑ کر لے گئی آپ اس کی سفارش کے لئے شہر کے کوتوال کے پاس گئے تو وہ چونکہ آپ کے مقام سے

Marfat.com

واقف نہیں تھا اسلئے اس نے آپ کو بھی وہیں بٹھالیا۔ جب کسی نے اس کو آپ کی عظمت کے متعلق بتایا تو اس نے آپ کو چھوڑ دیا۔ آپ نے زبان سے اس کو کچھ نہیں کہا لیکن رب کو اپنے اس پیارے کی اتنی سی دل آزاری بھی گوارہ نہ ہوئی اور دوسرے ہی دن ایک واقعہ میں پورے بارودخانہ میں آگ لگ گئی اور وہ اس طرح جل کر راکھ ہو گیا کہ اس کی راکھ کا پتہ بھی نہ چل سکا......الغرض اس قسم کے بہت سے واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ سماجی خدمات اور ظلم کے خلاف جہاد کے حوالے سے بھی آپ کی خدمات اپنی مثال آپ تھیں۔

بہر حال آپ کی مذہبی، دینی، علمی، تبلیغی، سیاسی، سماجی، معاشرتی، روحانی، اخلاقی الغرض زندگی کے ہر پہلو پر اتنی گرامی قدر اور بے پایاں خدمات ہیں کہ اگر آپ کے ارشادات اور واقعات وحالات کے حوالے سے مفصل روشنی ڈالی جائے تو کئی ضخیم جلدیں تیار ہو جائیں۔

مقامات مجدد الف ثانی

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے وصال سے چند روز قبل فرمایا کہ "ایک انسان کے لئے جو کچھ کمالات اور مقامات ممکن الحصول ہیں اور اس کے لئے متصور ہو سکتے ہیں وہ سب اللہ تعالی نے اپنے محبوب کے صدقہ میں مجھے عطا فرما دئے"......اب بھلا کس کی ہمت ہے کہ جو

Marfat.com

ان بے پایاں اور بلند وبالا اور بے حد وحساب مقامات کا ادراک، احساس اور احصاء کر سکے اور ان کو بیان کر سکے، ہاں البتہ آپ نے خود جن چند مقامات کا تذکرہ فرمایا وہ مقامات اختصار کے ساتھ پیش کیے جاتے ہیں۔

مجدد الف ثانی:

معتبر کتب احادیث میں بسند صحیح حدیث منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے شروع میں اس امت کے اندر ایک شخص مبعوث فرمائے گا جو اس کے دین کی تجدید کرے گا۔ جبکہ اسمیں کوئی شک نہیں کہ اکبر کے دین الٰہی کے روپ میں اس دور کے اندر لادینیت جس طرح چھا گئی تھی اور دین اسلام اور اس کے شعائر کو جس طرح مٹا دیا گیا تھا اس میں آپ ہی کی ذات تھی جس نے دین کی تجدید اور اس کا احیاء کیا، لہٰذا آپ کے مجدد کے لقب کا آپ سے زیادہ کون حقدار ہوسکتا ہے لیکن چونکہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہزار سال بعد تشریف لائے اور گیارہویں صدی کے آغاز میں آپ نے اپنے تجدیدی کام کا آغاز فرمایا اور ایسا کام کر دکھایا کہ اس کے اثرات آئندہ ہزار سال تک باقی رہنے والے تھے اس لئے آپ کو ''مجدد الف ثانی'' کہا جاتا ہے۔ روضۃ القیومیہ نے واضح طور پر ''مجدد الف ثانی'' کے بارے میں یہ حدیث مبارک نقل کی ہے کہ حضور کا ارشاد پاک ہے کہ گیارہویں صدی کے شروع میں اللہ تعالیٰ دو ظالم بادشاہوں کے درمیان

Marfat.com

ایک ایسا شخص بھیجے گا جو میرا اہم نام ہوگا وہ ایک عظیم نور ہوگا جس کی شفاعت سے ہزار ہا لوگ جنت میں جائیں گے۔ اس حدیث مبارک کا صحیح مصداق حضرت امام ربانی کی ذات گرامی ہے جن کا نام احمد تھا جو اکبر اور جہانگیر دو بادشاہوں کے درمیان آئے اور جن کے لئے غوث اعظم نے ''نور عظیم'' فرمایا تھا اور انہی کی مساعی جمیلہ سے ہزار ہا لوگ ہدایت پا کر جنتی بنے۔ روضۃ القیومیہ کے مصنف خواجہ کمال الدین محمد احسان جو اپنے وقت کے مقتدر عالم، برگزیدہ بزرگ اور خاندان مجدد کے اولیائے کبار کے صحبت یافتہ تھے انہوں نے ''جامع الدرر'' کے حوالہ سے یہ حدیث نقل فرمائی ہے وہ یقیناً معتبر اور صحیح حدیث ہوگی اور اس وقت کی کسی معتبر کتاب میں منقول ہوگی جو آج ناپید ہے، اور اگر بالفرض یہ حدیث ضعیف بھی ہو تو علم اصول حدیث کا یہ قانون ہے کہ ''تلقی بالقبول'' یعنی جس حدیث کو اہل علم قبول کر کے عمل کریں وہ حدیث ان کے ''تلقی بالقبول'' کی وجہ سے حسن کے مرتبہ پر پہنچ جاتی ہے لہٰذا قاضی ثناء اللہ پانی پتی، علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور شاہ غلام علی دہلوی جیسے ہزار ہا اولیاء اور علماء نے ہر دور میں آپ کو مجدد تسلیم کر کے اس حدیث پر عمل کیا اس کی صحت میں اب کسی شک و شبے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

خود آپ نے بھی اپنے مکتوب ۲/۳۲ میں مجدد مأۃ اور مجدد الف کے

Marfat.com

درمیان فرق بیان کرتے ہوئے مجدد الف کی اہمیت اور اس کے مقام کی عظمت اور اس کے فلسفہ کو جو بیان فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ پچھلی امتوں میں لوگوں کی ہدایت کے لیے وقتاً فوقتاً انبیاء آتے رہتے تھے لیکن اولوالعزم پیغمبر اور رسل کرام ہزار سال کے بعد مبعوث ہوتے تھے جو نئی شریعت اور نئی کتاب لیکر آتے تھے۔ اب چونکہ نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے اور ان کی جگہ پر اولیائے کرام کارِ نبوت انجام دے رہے ہیں اس لئے یہاں بھی یہ طریقہ رکھا گیا ہے کہ وقتاً فوقتاً مجدد مأۃ آکر دین کی تجدید کرتے رہے اور کرتے رہیں گے لیکن اولوالعزم مجدد اپنے نبی کے سینۂ انور سے ایسے نئے علوم و معارف اور انوار و تجلیات کا حامل ہوگا جو سابقہ دور کے اولیاء سے بالکل ممتاز ہونگے اور وہ اپنے دور میں دین کے اتنے اہم کام انجام دے گا کہ اس کے اثرات اگلے ہزار سال بلکہ اس کے بعد تک موجود رہیں گے اور ہر آنے والا انہی کے فیض سے مستفیض ہوکر علم و معرفت کے چراغ جلائے گا اور رشد و ہدایت کی روشنی پھیلائے گا۔ یہ شان صرف امام ربانی کی ہے اور یہ منصب صرف آپ ہی کے ساتھ خاص ہے اور بقول حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے اس ہزار سال کی مدت میں کوئی دوسرا اس رحمت سے سرفراز نہیں ہوا۔

قیومیت:

آپ کو مقام قومیت سے بھی سرفراز کیا گیا چنانچہ مبدأ و معاد میں آپ

فرماتے ہیں کہ وہ جذبہ جو صفت قیومیت میں کمال فنا حاصل ہونے سے پیدا ہوتا ہے اس فقیر کو اللہ تعالی نے حضرت خواجہ باقی باللہ کی صحبت کے صدقے میں عطا فرمایا۔ اس مقام قیومیت کی مکمل وضاحت آپ نے دفتر سوم کے مکتوب ۷۹ اور ۸۰، (دفتر دوم مکتوب ۴۷) میں فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں کہ

''پوری معرفت رکھنے والا عارف جو مرتبہ ذات سے واصل ہے اور ذات سے ہمیشہ کی بقا پا چکا ہے ایک نادر الوجود عنقاء کا حکم رکھتا ہے۔ فنا و بقا کے بعد اس کو ایک ایسی ذات عنایت کی گئی ہے کہ اسماء صفات کے عکوس وظلال کا قیام جو کہ اس کی حقیقت ہے اس کی ذات سے ہوتا ہے جیسا کہ ان کے اصول جو کہ اسماء ہیں اللہ کی ذات سے قائم ہیں تو ان اسماء کے ظلال کو اس ذات کے پرتو سے قیام ہوگا جو کہ عارف کو عطا ہوا ہے''

پھر تحدیثِ نعمت کے طور پر اس عظیم دولت سے خود کو سرفراز کیے جانے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

''اس صاحب دوست کو جس کی ذاتی بقا سے مشرف کیا ہے ایسی ذات عطا کی ہے کہ اس کی صفات کا قیام مثلاً علم اور قدرت وغیرہ اس ذات سے ہے جیسا کہ پہلے اس کا قیام دوسرے افراد عالم کی طرح ان کے اصول سے تھا''

فرماتے ہیں کہ

''جب کامل انسان کو تمام اشیاء کا قیوم بنا دیا جاتا ہے تو تمام مخلوق کے

Marfat.com

وجود وبقا اور تمام کمالات ظاہری وباطنی کے فیوض اس کے ذریعے پہنچائے جاتے ہیں۔ یہ عارف جو قیومیت اشیاء کے منصب پر مقرر ہوا ہے یہ وزیر کا حکم رکھتا ہے، مخلوقات کی مہمات اس کی طرف راجع ہیں"

متشابہات کا علم:

"قرآن پاک میں سورتوں کی ابتداء میں جو حروف مقطعات آتے ہیں جیسے الٓمٓ ،الٓر، حٰمٓ، عٓسٓقٓ وغیرہ اور دیگر آیات جو متشابہات کہلاتی ہیں جنکے متعلق یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ یہ اللہ اور اس کے محبوب کے درمیان راز ہیں جن کا حقیقی علم انہی کو ہے۔ان مقطعات اور متشابہات کے اسرار ورموز کا بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت امام ربانی پر سے پردہ اٹھادیا تھا اور ان کے علم سے آپ کو بہرہ ور فرمایا تھا چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"جب حق سبحانہ وتعالیٰ نے محض اپنے فضل سے متشابہات کی تاویلات کا ایک کرشمہ اس فقیر پر ظاہر کیا اور ایک نہر اس دریائے بے پایاں سے اس مسکین کے استعداد کی زمین کی طرف کھولی تو معلوم ہوا کہ علماء راسخین کو بھی متشابہات اور مقطعات کی تاویل میں کافی حصہ ملا ہے۔آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد معصوم نے جب آپ سے بہت اصرار کیا تو آپ نے حروف مقطعات میں سے ایک حرف کے اسرار ورموز سے ان کو بھی آشنا فرمایا"

Marfat.com

محدّث:

آپ نے خود ''محدّث'' کی مکتوبات شریف میں تشریح فرمائی ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کبھی بلاواسطہ بھی اپنے بندے سے کلام فرماتا ہے جیسا کہ بعض انبیاء کے ساتھ اس نے کلام فرمایا لہذا انبیاء کرام کے کامل اتباع کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کے بعض متبعین کو بھی اس مقام پر بھی فائز فرما دیتا ہے کہ ان سے بھی براہ راست کلام فرماتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ مقام عطا فرمایا، اور یہ کلام کئی طرح سے ہوتا ہے کبھی الہام کی شکل میں ہوتا ہے تو کبھی القائے قلبی کے طریقے سے ہوتا ہے۔ اس مقام سے اللہ تعالیٰ صرف اس کامل انسان کو سرفراز فرماتا ہے جو عالم امر، عالم روح ونفس اور آلۂ عقل وخیال کا جامع ہوتا ہے''...... اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے حضرت امام ربانی کو بھی اس مقام سے سرفراز فرمایا۔

قضائے مبرم میں تصرف:

قضائے مبرم وہ ہوتی ہے جو کسی طرح ٹلتی نہیں۔ جو لکھا ہو ہر حال میں ہو کر رہتا ہے چنانچہ حضرت خواجہ محمد معصوم کے استاد شیخ محمد طاہر لاہوری کے بارے میں آپ نے ایک دن فرمایا کہ اس کی پیشانی پر شقی لکھا ہوا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ چند دنوں کے بعد وہ ایک کافر عورت پر عاشق ہوا اور مرتد ہو گیا۔

Marfat.com

صاحبزادگان نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے استاد کے لئے دعا کیجئے کہ وہ مسلمان ہو جائے۔ آپ نے دعا فرمائی وہ قبول ہوئی اور وہ مسلمان ہو کر عارف باللہ ہوا اور بعد میں آپ کی اجازت وخلافت سے بہرہ ور ہوا۔ اس کے متعلق مکتوب ۲۱۷ میں آپ فرماتے ہیں کہ

''جب میں طاہر لاہوری کے معاملہ کی طرف متوجہ ہوا تو لوح محفوظ پر میں نے دیکھا کہ اس کا معاملہ کوئی امر معلق نہیں ہے یعنی یہ قضائے معلق نہیں جو دعا سے ٹل جائے بلکہ یہ قضائے مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی اور اس کو کسی طرح بدلا نہیں جا سکتا لیکن اسی اثناء میں مجھے خیال آیا کہ حضرت غوث اعظم نے فرمایا ہے کہ مجھے قضائے مبرم پر بھی تصرف کی قوت حاصل ہے۔ میں نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ جب تو نے اپنے اولیاء میں سے ایک کو یہ دولت عطا فرمائی ہے تو مجھے بھی عطا فرما دے۔ آپ فرماتے ہیں میری بہت ہی عجز و نیاز کے ساتھ کی گئی دعا کو اللہ نے قبول فرمایا اور مجھے بھی اس مرتبہ سے سرفراز فرما دیا''

متبع رسول:

آپ کو اللہ تعالی نے اتباع رسول کے اعلی درجہ پر فائز فرمایا۔ آپ نے مکتوبات شریف کے دفتر دوم کے مکتوب ۵۰ میں تفصیل کے ساتھ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور اس کے سات مراتب اور مدارج کا ذکر فرمایا ہے۔ اللہ تعالی نے آپ کو اتباع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ساتوں

مراتب سے سرفراز فرمایا تھا۔اس موضوع پر فقیر نے پوری ایک کتاب (امام ربانی اور اتباع رسول گرامی) لکھی ہے جس میں آپ کے اتباع رسول کے ساتوں درجات اور اس پر مرتب ہونیوالے اثرات اور مقامات کو تفصیل سے عرض کیا ہے۔

قلوب خمسہ:

اللہ تعالی نے آپ کو قلوب خمسہ کے اسرار سے بھی نوازا، بالخصوص "قلب خامس" کے اسرار ورموز سے جب آپ آگاہ ہوئے اور اس مقام سے سرفراز کئے گئے تو آپ کو معلوم ہوا کہ یہ مرتبہ حصول منازل کا سب سے آخری اور انتہائی مرتبہ ہے، یہ نیابت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی اعلی مقام نہیں، اس مقام پر پہنچ کر انسان تمام جہانوں کا قلب بن جاتا ہے اور تمام اقطاب، اوتاد، ابدال اس کے دائرۂ ولایت کے تحت ہوتے ہیں اور تمام عوام وخواص اس کے انوارِ ہدایت سے فیضیاب ہوتے ہیں۔مبدأو معاد میں آپ نے اس پر تفصیل سے کلام فرمایا ہے۔

مقام شفاعت:

آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بشارت دی گئی کہ کل قیامت کے دن کئی ہزار آدمی تمہاری شفاعت سے بخش دیے جائیں گے۔..

Marfat.com

جس روز آپ کو بشارت ملی اس دن شکرانے کے طور پر آپ نے کھانا پکوا کر لوگوں کی دعوت کی اور اس خوشی میں ان کو کھانا کھلایا اور اسی تقریب میں آپ نے فرمایا کہ

''اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے دو دریاؤں کے درمیان صلہ یعنی (ملانے والا) بنایا۔ آپ کا اشارہ حضور کی اس حدیث مبارک کی طرف تھا جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ میری امت میں ایک شخص ہوگا جسے صلہ یعنی (ملانے والا) کہا جائے گا اور اس کی شفاعت سے اتنے اتنے لوگ جنت میں جائیں گے۔ جمع الجوامع میں علامہ سیوطی کی نقل کردہ اس حدیث مبارک کو ایک عالم نے جب حضرت امام ربانی کو سنایا تو آپ مسکرا دیے اور زبان سے اللہ کا شکر ادا کر کے اس عالم کو دعاؤں سے نواز کر اس کی حوصلہ افزائی فرمائی''

علم لدنی:

حضرت خضر علیہ السلام کی روحانیت کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم لدنی سے بھی سرفراز فرمایا، لیکن آپ فرماتے ہیں کہ اس مقام کا حصول بھی اس وقت تک رہا جب تک مقام اقطاب سے میں نہیں گزرا تھا۔ اس مقام سے گزرنے کے بعد تو مجھے اس سے بھی برتر مقام حاصل ہوا کہ علوم پھر بغیر کسی وسیلہ کے خود بخود اپنی ذات سے ہی حاصل ہونے لگے۔

Marfat.com

فنائے حقیقی:

فنائے حقیقی کے مقام سے بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو سرفراز فرمایا جس میں آپ کے دل کو اس قدر فراخی اور کشادگی حاصل ہوئی کہ عرش سے لے کر فرش تک بلکہ مرکز زمین تک جو کچھ ہے وہ سب اس کشادگی کے آگے رائی کے دانے کے برابر محسوس ہونے لگا۔

جمع الجمع:

تصوف کے ایک اور بلند مقام ''جمع الجمع'' جسے مقام حق الیقین بھی کہتے ہیں اس سے بھی آپ کو نوازا گیا، اس مقام پر پہنچ کر آپ نے پہلے تو یہ مشاہدہ فرمایا کہ تمام عالم ایک ذرے میں گم ہے۔ پھر اس ذرے کو اتنا وسیع دیکھا کہ اس عالم جیسے کئی جہانوں کی اس میں گنجائش ہے۔ پھر ہر ذرے کو ایک وسیع نور پایا اور یہ مشاہدہ فرمایا کہ ہر ذرہ تمام جہاں کو قائم رکھنے والا ہے۔ آپ کے مرشد نے فرمایا کہ یہی وہ مقام ہے جو جمع الجمع کہلاتا ہے جس سے خدا نے تمہیں سرفراز فرمادیا ہے۔

فرق بعد الجمع:

اللہ نے آپ کو ایک ایسا مقام عطا فرمایا جس میں آپ موجود اور موہوم کے درمیان صاف فرق محسوس کرتے تھے اور موجود حقیقی کو موہوم متخیل سے ممتاز

Marfat.com

پاتے تھے اور وہ صفات وافعال جو موہوم کے صادر ہوتے تھے ان کا صدور آپ حق تعالی سے مشاہدہ فرماتے تھے اور ان صفات وافعال کو بھی موہوم محض پاتے تھے اور خارج میں سوائے ایک ذات وحدہ لاشریک کے کسی کو موجود نہیں پاتے تھے۔ جب آپ نے اپنی یہ کیفیت مرشد سے عرض کی تو انہوں نے فرمایا کہ فرق بعد الجمع کا مرتبہ اسی کو کہتے ہیں اور کوشش وسعی کی انتہا اسی مقام تک ہے، اور مشائخ طریقت نے اس کو مقام تکمیل کے نام سے موسوم کیا ہے۔

مریدین کا علم:

اللہ تعالی نے آپ کو یہ مقام عطا فرمایا کہ قیامت تک آپ کے سلسلے میں جو لوگ داخل ہونگے خواہ بالواسطہ یا بلا واسطہ ان سب مردوں، عورتوں کی صورتیں آپ کو دکھائی گئیں۔ ان کے نام، نسب، مولد و مسکن تک کے متعلق آپ کو بتایا گیا آپ فرماتے ہیں اگر میں چاہوں تو ابھی تفصیل بیان کر سکتا ہوں۔

انبیاء کا علم:

آپ کو اللہ تعالی کی طرف سے یہ علم خاص دیا گیا کہ ہندوستان میں کتنے انبیاء کرام مبعوث ہوئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ بعض انبیاء تو ایسے ہیں جن کے بہت کم پیروکار تھے حتی کہ بعض ایسے انبیاء کا مجھے علم دیا گیا جن کے صرف تین تین، دو دو اور ایک ایک پیروکار تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اگر چاہوں تو

Marfat.com

ان انبیاء کے مبعوث ہونے کے مقامات، ان کا مسکن اور ان کے مزارات تک بتا سکتا ہوں۔

اصحاب فترت کا علم:

جو لوگ پہاڑوں میں رہنے والے ہیں یا وہ لوگ جو رسولوں کے درمیانی وقفے میں ہوتے ہیں انہیں "اصحاب فترت" کہا جاتا ہے ان میں جنہوں نے شرک کیا اور نبیوں کی تعلیمات ان تک نہیں پہنچیں ان کا انجام کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے اس راز سے بھی پردہ اٹھایا اور آپ کو یہ خاص علم عطا فرمایا کہ حساب وکتاب کے بعد ان کو گناہوں کو مطابق سزا دے کر مطلق معدوم اور نیست کر دیا جائے گا۔ آپ فرماتے ہیں میں نے یہ حقیقت جب علم مکاشفہ میں انبیائے کرام کے سامنے پیش کی تو ان سب نے اس کی تصدیق فرمائی اور اسے پسند فرمایا۔

آسمانوں کا علم:

آپ روحانی مقامات پر عروج وارتقا کی منزلیں طے فرما رہے تھے کہ اسی اثناء میں آپ کو حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کی زیارت ہوئی۔ وہ آپ کے پاس تشریف لائے اور آپ سے فرمایا کہ میں تم کو آسمانوں کا علم سکھانے آیا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ یہ مقام صرف آپ ہی کے ساتھ

Marfat.com

خاص ہے۔ کیوں نہ ہو کہ آپ ہی کے لئے سرکار نے فرمایا تھا "أنا مدينة العلم و علی بابها"۔

متقی ہونے کی بشارت:

آپ نے ایک روز اپنے فرزند کے ایصال ثواب کیلئے کھانا پکوایا۔ جب ایصال ثواب کرنے لگے تو خیال آیا کہ اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے "انما يتقبل الله من المتقين" کہ اللہ تعالی صدقہ متقیوں سے قبول فرماتا ہے۔ نہ معلوم ہم سے یہ قبول بھی فرمائے یا نہیں؟ اس خیال کا آنا تھا کہ اسی وقت غیب سے آواز آئی "انک من المتقين" بیشک تم متقیوں میں سے ہو۔ یہ آپ کا ایک بہت بڑا اعزاز اور مقام ہے کہ دنیا ہی میں آپ کو متقی ہونے کی بشارت دے دی گئی۔

مژدۂ شفاعت:

ایک روز آپ اپنے مریدین کے ساتھ مراقبے کے حلقے میں بیٹھے ہوئے تھے اور انکساری کی وجہ سے اپنے اعمال کی کوتاہی پر افسردہ تھے کہ غیب سے آواز آئی " غفرت لک و لمن توسل بک بواسطة او بغير واسطة الی يوم القيامة" (میں نے تم کو بھی بخش دیا اور جو تمہارا وسیلہ لے کر آئے گا خواہ بالواسطہ یا بلاواسطہ قیامت تک ایسے آنے والے کو بھی ہم نے بخش

دیا)۔آپ کے لئے اور آپ کے سلسلے میں آنے والوں کے لئے یہ بہت بڑا مژدہ اور ایک عظیم خوشخبری ہے۔

بارگاہ نبوت سے انعامات:

رمضان کے آخری عشرہ میں آپ آرام فرماتے تھے کہ اچانک آپ کو محسوس ہوا کہ کوئی میرے پاس آ کر بیٹھ گیا ہے جب آپ نے اس طرف توجہ کی تو پتہ چلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس تشریف فرما ہیں اور فرما رہے ہیں کہ تمہارے لئے اجازت نامہ لیکر آیا ہوں، ایسا اجازت نامہ میں نے اس سے پہلے کسی کو لکھ کر نہیں دیا، آپ فرماتے ہیں کہ

"جب میں نے اس اجازت نامہ کو دیکھا تو اس میں ایک طرف وہ الطاف وعنایات درج تھے جو اس دنیا سے تعلق رکھتے ہیں اور اس کی پشت پر وہ عنایات اور انعامات درج تھے جو دوسرے عالم سے تعلق رکھتے ہیں۔دفتر سوم کے مکتوب ۱۰۶ میں آپ نے اس کا ذکر فرمایا ہے یہ آپ کا وہ مقام ہے جو اس سے پہلے کسی کو عطا نہیں کیا گیا"

وساوس سے حفاظت:

ایک دن آپ صبح کے وقت نماز چاشت میں مصروف تھے کہ آپ نے مشاہدہ فرمایا کہ ایک بلائے عظیم آپ کے سینۂ انور سے نکل کر باہر چلی گئی حتی

Marfat.com

کہ اس کے آشیانے کو بھی آپ کے سینے سے دور کر دیا گیا۔ اسی کے ساتھ جو تاریکیاں تھیں وہ بھی سب سے دور ہو گئیں اور آپ کو ایک عجیب قسم کا شرح صدر محسوس ہونے لگا۔ اس وقت آپکو بتایا گیا کہ یہ خناس جو دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے جس سے قرآن پاک میں پناہ مانگنے کی ہدایت کی گئی ہے اس کو تمہارے سینہ سے نکال دیا گیا ہے۔ یہ وہی مقام ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو عطا فرمایا تھا اور ان کے صدقے میں کامل متبع حضرت امام ربانی کو بھی عطا فرمایا۔

مقام اخلاص:

مقام اخلاص سے بھی آپ کو حظ وافر عطا کیا گیا ہے۔ کچھ دن آپ پر یہ کیفیت طاری رہی کہ جب نماز میں ''ایاک نعبد'' کا لفظ آتا تو آپ پریشان ہو جاتے کہ یہ لفظ پڑھوں یا نہ پڑھوں اگر نہیں پڑھتا تو نماز نہیں ہوتی اگر پڑھتا ہوں تو کہیں جھوٹ نہ ہو جائے کہ ہم زبان سے یہ کہیں کہ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں جب کہ حقیقت میں یہ عبادت صرف اللہ کیلئے نہ ہو، اس میں ریا اور نمائش آ جائے اور شرک خفی کے باعث وہ خالص عبادت اللہ کے لئے نہ رہے۔ آپ ابھی اسی پریشانی میں تھے کہ آپ کو غیب سے بشارت دی گئی کہ ''الا للہ الدین الخالص'' کہ تمہاری عبادت خالص اللہ کے لئے ہے اس میں کسی شرک کا کوئی شائبہ نہیں ہے۔ گویا کہ اخلاص کے اعلیٰ مقام پر فائز ہونے کی آپ کو بشارت سنا دی گئی۔

مقام رضا:

اللہ تعالی نے آپکو مقام رضا سے بھی سرفراز فرمایا تھا کہ مصائب اور مشکلات کو صرف برداشت ہی نہیں کرتے تھے بلکہ محبوب کی رضا سمجھ کر اس میں لطف ولذت پاتے تھے۔ چنانچہ اپنے صاحبزادگان کو ایک مکتوب گرامی میں فرمایا کہ

"قید کے دنوں میں اپنی ناکامی اور بے اختیاری کا جو مطالعہ کرتا ہوں تو ایک عجیب قسم کی لذت پاتا ہوں اور ایک عجیب ذوق محسوس کرتا ہوں ......وہ نہیں جانتے کہ نامرادی، بے اختیاری اور ناکامی میں کس بلا کا حسن و جمال ہے اور کونسی نعمت اس کے برابر ہے" (دفتر سوم مکتوب ۸۳)

محبت ذاتی:

روحانیت میں ایک مقام محبت ذاتی ہوتا ہے جو مقام رضا سے بھی بلند وبالا ہوتا ہے اللہ تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل اتباع کے طفیل آپ کو اس بلند مقام پر بھی متمکن فرمایا۔ آپ نے دفتر دوم کے مکتوب ۶ اور ۷ میں اس کو تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔

رفعت ذکر:

ایک دن آپ قضائے حاجت کے لئے بیت الخلاء تشریف لے گئے،

Marfat.com

وہاں آپ نے دیکھا کہ ایک پیالہ رکھا ہوا ہے جو گندگی میں لتھڑا ہوا ہے اور اس پر اللہ کا نام کندہ ہے۔ آپ نے فوراً وہ پیالہ اٹھایا اور اس کو اچھی طرح خود اپنے ہاتھوں سے دھویا اور پاک صاف کر کے ایک اونچی طاق میں رکھ دیا۔ غیب سے ندا آئی کہ تم نے ہمارے نام کی تعظیم کی ہے ہم تمہارے نام کو دنیا و آخرت میں بلند کریں گے۔ ورفعنا لک ذکرک کے شان والے نبی کے صدقے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذکر کی بلندی کا بھی اعلان فرما کر آپکو ایک بلند و بالا مرتبے سے سرفراز فرمایا۔

ورفعنا لک ذکرک کا ہے یہ سایہ تجھ پر
بول بالا ہے تیرا ذکر ہے اونچا تیرا

حبّ مصطفےٰ:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی انتہائی اعلیٰ و ارفع مقام پر فائز فرمایا تھا۔ آپ پر اس محبت کا کتنا غلبہ تھا اور آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں کس قدر وارفتہ اور کس قدر فنا تھے اس کا کچھ اندازہ آپکے اتباع رسول کے علاوہ اس کلام سے بھی ہو سکتا ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ

"حق سبحانہ وتعالیٰ را بواسطہ آں دوست دارم کہ رب محمد است"

کہ میں حق سبحانہ وتعالیٰ کو اس لئے دوست رکھتا ہوں کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا

Marfat.com

رب ہے (مبدأ ومعاد)

اس کے علاوہ جمعہ کی رات احباب کو جمع کر کے ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنا، حضرت غوث اعظم نے جو درود شریف تحریر فرمایا ہے اس کو اکثر ورد میں رکھنا آپ کے حبّ رسول کا ایک بہترین ثبوت ہے۔

قطب ارشاد:

روحانیت کا ایک بلند ترین مقام قطب ارشاد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آپ کو اس مقام پر بھی فائز فرمایا۔ اس مقام کی تشریح کرتے ہوئے مبدأ ومعاد اور مکتوبات میں آپ نے فرمایا کہ

"قلب ارشاد جو کمالات فردیہ کا بھی جامع ہوتا ہے وہ بڑا نادر الوجود ہے صدیوں کے بعد کوئی ایسا گوہر یکتا پیدا ہوتا ہے جس کے رشد و ہدایت کا نور سارے عالم کو شامل ہو یعنی عرش کے دائرے سے زمین کے مرکز تک جس کو بھی رشد و ہدایت اور ایمان و معرفت سے حصہ ملتا ہے وہ اسی کے ذریعے ملتا ہے، اس کے وسیلے کے بغیر کوئی اس دولت کو نہیں پا سکتا۔ جو شخص ایسے بزرگ کا منکر ہو یا ایسا بزرگ اس سے ناخوش ہو تو اگرچہ وہ شخص ذکر الٰہی میں مشغول ہی کیوں نہ ہو لیکن رشد و ہدایت کی حقیقت سے محروم رہے گا۔ یہ انکار اور آزار حصولِ فیض سے اس کے لئے مانع رہے گا"

اپنے محبت کرنے والوں کو ایک عظیم خوشخبری دیتے ہوئے فرماتے ہیں

Marfat.com

''ایسی جماعت جو اس عزیز سے محبت و اخلاص رکھتی ہے اگر توجہ مذکورہ اور ذکر الٰہی سے خالی ہوں لیکن صرف اس محبت کے سبب انہیں رشد و ہدایت کے نور سے حصہ مل جائے گا (مبدأ و معاد/ دفتر اول مکتوب ۲۶۰) آپ فرماتے ہیں کہ قطب ارشاد کی خلعت سے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سرفراز فرمایا ہے''

مرادِ محبوب:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ مقام عطا فرمایا کہ آپ اپنے مرشد، اپنے نبی اور اپنے رب تینوں کی مراد تھے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ فرماتے ہیں کہ ''شیخ احمد مرید نہیں بلکہ مراد اور محبوب ہیں۔ یہ فضل اور کمال کا وہ نیر تاباں ہیں جن کی روشنی میں ہم جیسے کتنے ہی ستارے گم ہیں۔ آپ جیسی ہستی آج آسمان کے نیچے کوئی نہیں۔ آپ ارشادات قطبیت مراد کے جامع ہیں، ان کی ذات پر مجھے فخر ہے اور شیخ احمد کے ذریعے ہی مجھ پر روشن ہوا کہ توحید وجودی تنگ کوچہ ہے''۔ مرشد کے ان ارشادات سے ثابت ہوا کہ آپ اپنے مرشد کی بھی مراد تھے۔ آپ اپنے نبی کی مراد ہیں اس لئے کہ جس کو نبی کریم کی روحانیت نے تربیت کر کے اقطاب محمدیہ کے مقام تک پہنچایا ہو (مبدأ و معاد) اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر جس کو تحریری اجازت نامہ دیا ہو جس میں دین و دنیا کے تمام الطاف و عنایات سے نوازا گیا ہو، وہ اس نبی کا محبوب اور مراد نہیں ہوگا

Marfat.com

تو اور کیا ہوگا......؟ آپ اپنے رب کی بھی مراد اور اس کے بھی محبوب تھے۔
چنانچہ دفتر سوم کے مکتوب ۸۷ میں فرماتے ہیں کہ

'میں اللہ تعالیٰ کا مرید بھی ہوں اور اللہ تعالیٰ کی مراد بھی ہوں۔ میری ارادت کا سلسلہ بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے متصل ہے اور میرا ہاتھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کے قائم مقام ہے۔ ارحم الراحمین نے میرے حق میں تربیت کے اسباب کو موقوف علیہ نہیں رکھا اور میری تربیت میں اپنے فضل کے سوا کسی کو علت فاعلی نہیں بنایا ......میں اللہ تعالیٰ کا پروردہ ہوں اور اس کے فضل وکرمِ لامتناہی کا مجتبیٰ ہوں''

ولایت سہ گانہ:

ولایت کے تین درجات ہیں ایک اولیاء کی ولایت ہے جسے ''ولایت صغریٰ'' کہتے ہیں اور دوسری انبیاء کی ولایت ہے جسے ''ولایت کبریٰ'' کہتے ہیں اور تیسری ملائے اعلیٰ کی ولایت میں ہے جسے ''ولایت علیا'' کہتے ہیں۔ حضرت امام ربانی پر ولایت کے یہ تینوں درجے منکشف کیے گئے اور آپ کو اس کے اسرار ورموز سے سرفراز کیا گیا۔ آپ نے اس کی تفصیلات دفتر اول مکتوب ۲۶۰/ ۲۸۷ اور ۳۰۲ میں بیان فرمائی ہیں۔

حقیقت کعبہ:

حقیقت کعبہ، حقیقت نماز، حقیقت قرآن، حقیقت بیت المقدس کے

اسرار ورموز بھی آپ پر منکشف فرمائے گئے اور آپ پر یہ بھی ظاہر کیا گیا کہ ایک ہزار سال کے بعد حقیقت احمدی کے ساتھ حقیقت محمدی متحد کر دی جائے گی۔ ان تمام رازوں سے آپ نے دفتر دوم کے مکتوب ۲۷ اور دفتر سوم کا مکتوب ۱۲۴ میں پردہ اٹھایا ہے۔

مقامات نقشبندیہ:

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اعلیٰ مراتب جو سالک برسوں میں طے کرتا ہے آپ نے اپنے مرشد کی محبت میں وہ سب مراتب دو ڈھائی ماہ میں طے فرما لئے۔ چنانچہ اپنے مرشد زادوں کے نام ایک مکتوب گرامی میں آپ نے ان مقامات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ

"یہ فقیر سر سے پاؤں تک آپ کے والد گرامی کے احسانات میں غرق ہے۔ فقیر نے اس طریقے کا بسم اللہ تک کا سبق انہی سے حاصل کیا اور اس راستے کا سب کچھ انہی سے سیکھا۔ اندراج النہایہ فی البدایہ ان کے نظر کرم کے صدقے حاصل ہوئی، اور سفر در وطن کی سعادت سے ان کے طفیل مشرف ہوا۔ ان کی بارگاہِ لطف و کرم نے اس ناچیز کو دو ڈھائی ماہ کے عرصے میں نسبت نقشبندیہ تک پہنچا دیا اور ان بزرگوں کا حضور خاص عطا فرمایا اور وہ تجلیات، ظہورات، انوار، رنگ، بے رنگی، اور بے کیفیتی، جنکا حصول اس عرصے میں ان کے طفیل ہوا وہ شرح و بیان سے باہر ہے۔ اس مرد خدا کی توجہ سے معارف

Marfat.com

توحید، اتحاد، قرب ومعیت اور احاطہ وسریان میں سے شاید ہی کوئی دقیقہ ایسا رہ گیا ہو جس کا راز اس فقیر پر نہ کھلا ہو اور جس کی حقیقت پر مطلع نہ کیا گیا ہو۔ وحدت کا کثرت میں اور کثرت کا وحدت میں مشاہدہ کرنا ان معارف کے مقامات اور مبادی میں سے ہے" (دفتر اول مکتوب ۲۶۶)

عرش پر عروج:

آپ روحانیت میں اس اعلیٰ مقام پر بھی پہنچے کہ آپ کو عرش کی سیر کرائی گئی۔ آپ فرماتے ہیں کہ

"جب میں مسافت طے کرتا ہوا عرش پر پہنچا تو مجھے ایسا عروج نصیب ہوا کہ جنت بھی مجھے نیچے محسوس ہونے لگی اس وقت مجھے خلفائے راشدین، ائمہ اہل بیت اطہار اور بڑے بڑے مشائخ عظام کے مقامات کا مشاہدہ کرایا گیا حتیٰ کہ تمام انبیائے کرام، ملائکہ اور بالخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام خاص کا بھی مشاہدہ کرایا گیا......آپ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ تمام انبیائے کرام کے مقامات ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام سے الگ ایک جانب تھے۔ اسی طرح ملائکہ مقربین کے مقامات بھی ایک جانب تھے جبکہ سرور کون ومکاں صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو جملہ مقامات پر فوقیت اور سروری حاصل تھی۔ (دفتر اول مکتوب اول) مبدأ و معاد میں عرش سے بھی اعلیٰ ایک مقام کی سیر کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ

Marfat.com

میں نے دیکھا کہ ایک جگہ میں طواف کررہا ہوں اور ایک جماعت بھی میرے ساتھ طواف میں شریک ہے لیکن اس جماعت کی رفتار اتنی سست ہے کہ جب تک میں ایک دو طواف مکمل کرلوں وہ جماعت صرف دو تین قدم مسافت طے کرتی ہے اس دوران مجھے بتایا گیا کہ یہ جگہ عرش معلٰی کے اوپر ہے اور یہ طواف کرنے والوں کی جماعت ملائکہ کی ہے۔ (مبدأو معاد منہا ۲۳)

تجلی ذاتی واحسان وشہود:

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کے ایک خاص مقام "تجلی ذاتی" سے بھی آپ کو بہرہ ور کیا گیا، اور اس کے بعد خاص احسان وشہود سے جو مقام بقا کے مناسب ہے اس سے بھی آپ کو مشرف کیا گیا۔ جس دن آپ کو مقام احسان وشہود سے سرفراز کیا گیا وہ رمضان المبارک کی چھ تاریخ تھی۔ اس مقام پر پہنچ کر آپ پر جو معارف وارد ہوئے ان میں سے اکثر معارف شرعیہ تھے اور ان کی بھی شان یہ تھی کہ علم استدلالی بدیہی ہوجاتا تھا اور مجمل مفسر ہوجاتا تھا۔ (دفتر اول مکتوب ۲)

سیر الی اللہ وسیر فی اللہ:

سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ جو روحانیت کے اعلی وارفع مقامات میں سے ہے۔ اس کی تکمیل کی خبر دیتے ہوئے آپ نے اپنے مرشد گرامی کو لکھا کہ جذبے

کی جہت سے اگرچہ سیر الی اللہ مکمل ہو چکی، لیکن بعض لوازم باقی تھے جو اس فنا کے ضمن میں جو سیر فی اللہ کے مرکزی مقام میں واقع ہوئی ہے تمام اور مکمل ہو گئے ہیں ......ارادے کی فنا بھی اس ہی فنا کا ایک شعبہ ہے...... (دفتر اول مکتوب ۱۱) ایک دوسرے مکتوب میں آپ نے فرمایا کہ سیر الی اللہ پچاس ہزار سال کا راستہ ہے، آیت مبارکہ (تعرج الملئكة و الروح اليه في يوم مقداره خمسين الف سنة) بھی اس طرف اشارہ ہے لیکن مقام حیرت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ طویل مسافت چند دنوں میں طے کرادی۔ (دفتر اول مکتوب ۱۳)

مقام محبوبیت:

آپ فرماتے ہیں کہ مجھ پر خلفائے راشدین کے مختلف مقامات ظاہر ہوئے ایک مقام پر بطور عروج جب میں پہنچا اور اس وقت حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رضی اللہ عنہ میرے ساتھ تھے تو مجھے بتایا گیا کہ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقام ہے، اور اس مقام کے بالمقابل ایک اور مقام ظاہر ہوا جو نہایت نورانی مقام تھا ایسا نورانی مقام اس سے قبل میری نظر سے نہیں گزرا تھا اس کے متعلق بتایا گیا کہ یہ ''مقام محبوبیت'' ہے یہ مقام انتہائی رنگین اور منقش تھا اور اس کے عکس اور پرتو سے میں نے اپنے آپ کو رنگین اور منقش پایا...... (دفتر اول مکتوب ۱۱)

Marfat.com

فنا وبقا:

آپ فرماتے ہیں

''وہ علوم جو فنا وبقا سے تعلق رکھتے ہیں وہ بھی حق سبحانہ وتعالی نے مجھ پر منکشف فرمادیے نیز یہ بھی بتادیا گیا کہ ہر چیز کی وجہ خاص کیا ہے اور سیر فی اللہ کس معنی میں ہے اور تجلی ذاتی برقی کسے کہتے ہیں اور محمدی المشرب کون ہوتا ہے۔ اس طرح کے دیگر علوم اور ہر مقام کے لوازم وضروریات پر مجھے اطلاع بخشی گئی اور شاید ہی کوئی ایسی چیز باقی رہ گئی ہو جس کا اولیاء اللہ نے نشان بتایا ہو یا جو انہیں راہ طریقت میں پیش آئی ہو وہ اس ناچیز کو نہ دکھائی گئی ہو...... جو مقبول ہوتا ہے وہ بغیر کسی علت وسبب کے مقبول ہوتا ہے'' (دفتر اول مکتوب ۱۲)

لطائف پنجگانہ:

لطائف پنجگانہ کی آپ کو سیر کرائی گئی۔ اس سیر کی ابتداء قلب سے ہوئی۔ قلب سے گزر کر روح، اس کے بعد سر، اس کے بعد خفی، اس کے بعد اخفی کے مراتب کی سیر ہوئی۔ ان لطائف پنجگانہ میں سے ہر ایک کے مخصوص علوم ومعارف اور احوال ومواجد کو طے کرانے کے بعد پھر ان لطائف پنجگانہ کے اصول کی سیر کرائی گئی جن کا تعلق عالم کبیر یعنی مجموعۂ کائنات سے ہے۔ اس سیر کا آغاز عرش مجید سے ہوا۔ ان پنجگانہ مراتب کے اصول کو طے کرانے کے بعد آپ کو اسماء وصفات کے ظلال میں سیر کرائی گئی اور اس کے بعد اللہ

Marfat.com

تعالی نے اپنے خاص فضل سے آپ کو اپنے اسماء وصفات کی سیر کرائی اور اس کی تجلیات اور اس کے شیون واعتبارات کے جلوے آپ پر ظاہر فرمائے۔(دفتر اول مکتوب ۲۵۷)

معراج:

اللہ تعالی نے اپنے محبوب کو معراج پر بلایا اور کائنات کی سیر کرائی اور اس سیر میں آپ نے ازل وابد کو متحد اور ایک آن میں پایا۔ ماضی اور مستقبل کے بہت سے واقعات کا آپ نے مشاہدہ فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل اتباع کے طفیل اللہ تعالی نے اپنے محبوب کے اس عظیم مرتبے اور مقام سے کچھ حصہ آپ کو بھی عطا فرمایا اور آپ کو ایسا عروج نصیب ہوا جس میں آپ نے بھی ازل وابد کو متحد پایا اور بہت سے ماضی اور مستقبل کے واقعات کا مشاہدہ فرمایا۔ چنانچہ اپنے مکاتیب شریفہ میں اس مقام اور مرتبے کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ

''جب ممکن قرب الٰہی کے مقامات میں دائرہ امکان کے باہر قدم رکھتا ہے تو ازل اور ابد کو متحد پاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات مقامات عروج کے اندر حضرت یونس کی مچھلی کے پیٹ میں پایا۔ طوفانِ نوح بھی موجود تھا اور اہل سنت کو بہشت میں اور دوزخیوں کو دوزخ میں دیکھا...... اس فقیر کو بھی بعض اوقات حبیب خدا علیہ الصلوۃ والسلام کے صدقے یہ

Marfat.com

حالت میسر آئی کہ میں نے ان ملائکہ کو جو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کر رہے تھے عین سجدہ کی حالت میں دیکھا کہ اب تک انہوں نے سجدہ سے سر نہیں اٹھایا تھا اور ملائکہ علیین جنہیں سجدے کا حکم نہیں دیا گیا تھا انہیں سجدہ کرنے والے فرشتوں سے علیحدہ دیکھا کہ اپنے مشہود میں فنا اور غرق ہیں اور آخرت کے جن حالات کا وعدہ فرمایا گیا ہے سب کا میں نے اس آن مشاہدہ کیا'' (مبدأ ومعاد ۶۹/۴۹)

نبوت کی مہر تصدیق:

آپ نے اپنی مختلف تصانیف اور مکاتیب شریف میں جو کچھ مشاہدات، مکاشفات، علوم ومعارف اور افکار ونظریات بیان فرمائے ہیں ان کی صحت کے بارے میں دلیل دیتے ہوئے ایک مقام پر آپ نے فرمایا

''یہ جو بے شمار علوم ومعارف ابرِ نسیاں کی طرح برستے ہیں یہ اس کثرت کے باوجود علوم شرعیہ کے موافق ہیں اور بال برابر بھی سنت کے خلاف نہیں ہیں ان کی صحت کی سب سے بڑی دلیل یہی ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ اس لئے میرے مرشد خواجہ باقی باللہ نے فرمایا تھا کہ تمہارے سب علوم درست اور صحیح ہیں (دفتر اول مکتوب ۲۰۷) مرشد کی اس تصدیق کے علاوہ ان معارف پر نبوت کی مہر تصدیق بھی لگ چکی ہے وہ اس طرح کہ مکتوبات شریف کے دفتر اول کی تکمیل کے بعد جب دفتر دوم کا کام شروع ہوا تو اچانک آپ کے دل

Marfat.com

میں خیال آیا کہ یہ جو کچھ میں نے لکھا ہے نا معلوم اللہ تعالی کی بارگاہ مقبول اور پسندیدہ بھی ہے یا نہیں بس یہ خیال آنا تھا کہ غیب سے آواز آئی کہ جو کچھ تمہاری تحریر اور تقریر میں آئے ہیں وہ سب ہمارے نزدیک مقبول اور پسندیدہ ہے بلکہ یہ سب ہماری طرف سے ہیں اور ہماری ہی بیان کردہ ہیں۔حتی کہ عقائد کے بارے میں آپ نے ایک رسالہ تحریر فرمایا تو اس کے بارے میں آپ نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جماعت کثیر کے ساتھ موجود ہیں اور آپ کے دست مبارک میں وہ رسالہ ہے اور کمال کرم سے اس کو بوسہ دے رہے ہیں اور مشائخ کو دکھا کر فرما رہے ہیں کہ اس طرح کے عقیدے رکھنے چاہئیں۔ (دفتر اول مکتوب ۱۴/۱۶)

بلکہ آپ پر یہ بھی ظاہر کیا گیا کہ آخری زمانہ میں جب حضرت امام مہدی علی نبینا وعلیہ السلام تشریف لائیں گے، ان کے سامنے جب آپ کی تحریریں پیش کی جائیں گی تو وہ بھی ان کو پسند فرمائیں گے اور ان کی بارگاہ میں بھی یہ شرف قبولیت پائیں گی...... (دفتر اول مکتوب ۲۳۴)

زیارت کعبہ:

آپ کو ہمیشہ خانہ کعبہ کی زیارت کا شوق رہتا تھا ایک سال وہ عشق حد سے بڑھ گیا چنانچہ جب حج کے ایام آئے تو آپ کی بے قراری بڑھ گئی۔عرفہ کے دن آپ صبح فجر کی نماز کے بعد قبلہ رو ہو کر مراقبہ اور اوراد وظائف میں

Marfat.com

مصروف ہو گئے جب مراقبے سے سر اٹھایا تو اپنے محرمان اسرار سے فرمایا کہ آج مجھے زیارت خانہ کعبہ کا شوق غالب ہوا تو اچانک میں نے کیا دیکھا کہ خود خانہ کعبہ میرے سامنے آ گیا ہے اور میرے ارد گرد گھوم رہا ہے اور غیب سے آواز آ رہی ہے تم ہمیشہ کعبے کے مشتاق رہتے تھے آج کعبے کو ہم نے تمہاری زیارت کے لئے بھیج دیا اور جو نور اس کعبے میں ہے وہ ہم نے تمہاری اس زمین میں ودیعت کر دیا ہے۔ (حضرات القدس/ روضۃ القیومیہ)

مجتہد علم کلام:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آپ کو ''مجتہد علم کلام'' کے مقام سے نوازا گیا۔ چنانچہ آپ خود تحریر فرماتے ہیں کہ احوال وسلوک کی درمیانی حالت میں ایک مرتبہ حضرت پیغمبر خدا علیہ وعلی آلہ الصلوات و التسلیمات نے واقعہ میں اس فقیر سے فرمایا کہ

''تم علم کلام مجتہدین میں سے ہو۔ اس وقت سے مسائل کلامیہ کے ہر مسئلے میں اس فقیر کی رائے خاص اور علم مخصوص ہے۔ اشاعرہ اور ماتریدیہ کے اکثر اختلافی مسائل میں سے جب کوئی مسئلہ سامنے آتا تھا تو ابتدائی طور پر اشاعرہ کی جانب حق نظر آتا تھا لیکن جب نور فراست سے دیکھا جاتا تو معلوم ہوتا کہ حق ماتریدیہ کی جانب سے ہے۔ علم کلام کے اختلافی مسائل میں اس فقیر کی رائے علمائے ماتریدیہ کی رائے کے موافق ہے''

Marfat.com

وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود:

وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود جنہیں ''توحید وجودی اور توحید شہودی'' کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے یہ تصوف کے بلند ترین اور مشکل ترین مقامات ہیں جن کی حضرت امام ربانی نے آسان ترین زبان میں اس طرح تشریح فرمائی کہ توحید شہودی میں ایک ذات کو دیکھنا ہے یعنی مسالک کا مشہود سوائے ایک کے کوئی اور نہ ہو اور توحید وجودی میں ایک کو موجود جاننا ہے اس کے غیر کو معدوم سمجھنا ہے اور باوجود عدمیت کے اس جمال اور مظاہر کو ایک خیال کرنا ہے (دفتر اول مکتوب ۴۲)

حضرت امام ربانی سے قبل تمام بڑے بڑے صوفیاء کرام توحید وجودی کو منتہائے کمال سمجھتے رہے۔ ان کے نزدیک یہ آخری مقام تھا اس سے اعلیٰ کوئی مقام نہیں تھا، حتیٰ کہ آپ کے مرشد گرامی کا بھی یہی نظریہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت امام ربانی کو اپنے فضل سے عروج وارتقاء کی اس منزل پر پہنچایا جہاں آپ کو پتہ چلا کہ یہ سب سے ادنیٰ مرتبہ ہے اس سے اعلیٰ وارفع بھی ایک منزل ہے جسے توحید شہودی کہتے ہیں حتیٰ کہ آپ کے مرشد گرامی آخری عمر میں فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں شیخ احمد کی صحبت کے اثر سے معلوم ہوا کہ توحید ایک تنگ کوچہ ہے جس کہ اوپر ایک وسیع شاہراہ ہے...... (زبدۃ المقامات ص ۲۲۵)

آپ نے اس اعلیٰ مقام پر عروج فرماتے ہوئے اعلان فرمایا کہ ''ہمہ اُو

Marfat.com

است'' کا قول درست نہیں بلکہ ''ہمہ از اوست'' کا قول درست ہے۔ انبیاء کرام میں سے کسی نے بھی وحدت وجود کی دعوت نہیں دی بلکہ وحدت معبود کی دعوت دی۔ ان کی دعوت کا مدار بھی ''دوئی'' اور غیر کا وجود ثابت کرنے پر ہے لہذا توحید وجودی میں ایک ذات تعالیٰ کے ماسوا کی جو نفی کی جاتی ہے وہ عقل و شرع کے خلاف ہے۔ اس لئے آپ فرماتے ہیں کہ جب کمال عنایت سے اللہ تعالیٰ مجھے اس مقام سے اوپر لے گیا اور مقام عبدیت تک پہنچایا اور اس مقام کا کمال دکھایا تو میں گزشتہ مقامات سے تائب ہوا اور اس پر میں نے استغفار کیا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا گزشتہ دور کے تمام بڑے بڑے اولیاء کرام اس طریقت کے ادنی اور پست مرتبے پر آخر تک فائز رہے؟ اس شبہ کا ازالہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اگر ان مشائخ کی عبارات میں ایسے الفاظ ہوں جو توحید وجودی پر صراحۃً دلالت کریں تو ان کو ابتدائے زمانہ پر محمول کیا جائے کہ ابتداء میں جب وہ علم الیقین، کے مرتبہ پر فائز تھے اس وقت یہ کلام ان سے صادر ہوا ہو، جب وہ عین الیقین کے مرتبہ پر پہنچے تو ان پر بھی یہ واضح ہو گیا کہ مرتبہ کمال توحید شہودی ہے جیسا کہ حضرت خواجہ باقی باللہ کے ساتھ ہوا، اور اگر مشائخ کا توحید وجودی پر مشتمل کلام ان کے آخری زمانہ کا ہو تو پھر آپ نے مکتوبات شریف میں اس کی ایسی توجیہ اور تشریح بیان فرمائی جس سے آپ نے یہ ثابت فرمایا کہ ''ہمہ اوست'' کا معنی بھی 'ہمہ از اوست'' ہی ہے، اور یہ نزاع

Marfat.com

لفظی ہے۔ان کے کلام میں توحید وجودی سے بھی توحید شہودی ہی مراد ہے۔ دونوں کا مآل اور انجام ایک ہی ہے،شاید اسی تطبیق کی وجہ سے آپ کو حدیث مبارک میں صلہ (ملانے والا) کہا گیا۔انہی وجودی اور شہودی کے دو دریاؤں کو ملانے پر آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ "اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے دو دریاؤں کو ملانے والا بنایا" تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمایئے۔ (دفتر اول مکتوب ۴۳/۱۶۰/۲۹۱/ دفتر دوم مکتوب ۴۴)

مژدۂ مغفرت:

آپ کو محبوبیت کے اس اعلیٰ مقام پر فائز کیا گیا کہ آپ سے جس کو تعلق اور کسی قسم کی بھی کوئی نسبت ہوگئی اس کی بھی بخشش اور مغفرت کا اعلان کر دیا گیا۔چنانچہ رمضان المبارک میں آپ نے سنت کی رعایت کرتے ہوئے جیسے ہی دائیں کروٹ لی آواز آئی کہ آخرت میں تمہیں کوئی عذاب نہیں ہوگا اور تمہارا خادم جو اس وقت تمہارے پیر دبا رہا ہے ہم نے اس کو بھی بخش دیا۔آپ اپنے جد امجد حضرت شاہ رفیع الدین اور اپنے والد گرامی حضرت خواجہ عبد الاحد کے مزارات پر جو علیحدہ علیحدہ قبرستانوں میں ہیں جب حاضر ہوئے تو ان دونوں مقامات پر آپ کو بشارت دی گئی کہ تمہارے آنے اور تمہاری دعا کی برکت سے ہم نے ان سب قبرستان والوں پر سے عذاب اٹھالیا اور ان سب کی مغفرت فرمادی۔آپ کو یہ بھی بشارت دی گئی کہ جس کی

Marfat.com

تم نماز جنازہ پڑھ لو گے اس کو ہم بخش دیں گے۔ ایک دفعہ آپ کو یہ مژدہ بھی سنایا گیا کہ قیامت تک جو تمہارا وسیلہ لے کر آئے گا خواہ بالواسطہ ہو یا بلاواسطہ ہم نے ان سب کو بخش دیا۔ ایک روز خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یہ خوشخبری دی کہ تمہاری شفاعت سے قیامت کے دن ہزارہا مسلمانوں کی اللہ تعالیٰ بخشش اور مغفرت فرمائے گا...... حتی کہ خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے یہاں تک فرمادیا کہ اگر میرے روضہ کی مٹی میں سے ایک مٹھی بھر مٹی کسی قبر پر ڈال دی جائے تو رحمت عظیم کی امید ہے (حضرات القدس)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اس عظیم مقبول و محبوب بندے کے دامن سے ہمیشہ وابستہ رکھے، ان سے ادنیٰ تعلق اور نسبت کے صدقے میں ہماری بخشش اور مغفرت فرمائے۔ (آمین)

Marfat.com

ڈاکٹر صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر کی دیگر تصانیف

ناشر
رکن الاسلام پبلیکیشنز
ہیر آباد حیدرآباد

Muhammad Rashid Printing, Advertising & Marketing Network
Hyderabad. 0333-2622486